يد الله على الجماعة ترمذی لا اجماعة الا بامارة دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ مجتہد العصر مفتی دوراں حجۃ العلام
بیادا: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 16 | جمعۃ المبارک 13 تا 19 فروری 2015ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

تهنية مباركة

تتقدم جماعة اهل حديث باكستان وجميع اعضائها بأصدق التهانى التبريكات الى معالى خادم الحرمين الشريفين الملك سلمان بن عبدالعزيز آل سعود بمناسبة تولى مقامكم السامى هذا المنصب العظيم والى صاحب السمو الملكى الأميرمقرن بن عبدالعزيز آل سعود ولى العهد ونائب رئيس مجلس الوزراء وصاحب السمو الملكى الامير محمدبن نايف النائب لولى العهد والنائب الثانى لرئيس مجلس الوزراء وزيرالداخلية والى اصحاب السموالملكى الأمير والشعب السعودى النبيل سائلين الله تعالى أن يكون عهدكم الميمون خيرعون وبركة للشعب السعودى الكريم والاسلام والمسلمين فى جميع العالم وأن يؤيدكم ويسدد خطاكم وأن يحفظ خادم الحرمين الشريفين وإخوانه وأعوانه وبلاده من كيدالماكرين وشرالحاسدين إنه قريب مجيب.

حافظ عبدالغفارروبرى
امير جماعت اهلحديث باكستان

بروفيسر ميان عبدالمجيد
ناظم اعلىٰ جماعت اهلحديث باكستان

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ ''سیدنا فضالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ (جنت کی) خوشخبری اس شخص کے لیے ہے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی اور اس کی معاش بقدر ضرورت تھی اس نے اسی پر قناعت کی۔'' (ترمذی کتاب الزہد باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ جزء 7 ص 82 رقم الحدیث: 2349)

انسان فطری طور پر حریص پیدا کیا گیا ہے، مال اور اولاد کے حصول کے لیے یہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے بسا اوقات اس کے حصول کے لیے اپنی سب سے قیمتی دولت ایمان کو بھی داؤ پر لگا دیتا ہے بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو پریشان کرتے ہوئے زمین پر فتنہ وفساد کو عام کر دیتا ہے، حالانکہ اسے چاہیے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے مالک حقیقی کی طرف سے دیے ہوئے مال پر قناعت کرتا اور حتی المقدور مخلوق الٰہی کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا، لیکن اس کے برعکس یہ اپنے پیٹ کی آگ کو بھرنے کے لیے اپنے مالک وخالق کی نافرمانی سے بھی گریز نہیں کرتا حتیٰ کہ اسی مقصد کے حصول کے لیے گداگری کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بھی باز نہیں آتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ فقر کے عالم میں در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے کیونکہ سوال کرنے رسول اللہ ﷺ نے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم ایسی چیز کا سوال کرو جس کے بغیر تمہارا کوئی چارہ نہ ہو اور پھر فرمایا بلاوجہ سوال کرنے والے روز قیامت اپنے چہروں کو نوچیں گے اور دنیا میں ان کے لیے فقر وفاقے کی وعید سنائی ہے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ ''کوئی بندہ (بلا شرعی عذر) سوال کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر وفاقے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔'' (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد ج 3 ص 208 رقم الحدیث: 1674)

محتاج اور ضرورت مند کے لیے سوال کرنا جائز ہے لیکن اس کے لیے سوال سے بچنا بہتر ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ. ''یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا اور اسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اس نے اللہ کے دیے ہوئے مال پر قناعت کی۔'' (مسلم کتاب الزکاۃ باب فی الکفاف والقناعۃ ج 4 جزء 7 ص 123 رقم الحدیث: 1054) اسی لیے رسول اللہ ﷺ اپنے لیے دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا. ''اے اللہ آل محمد کو بقدر ضرورت رزق عطا فرما'' بعض روایتوں میں کفافا کے الفاظ ہیں یا اللہ اتنا رزق دے کہ جس سے بھوک مٹ جائے۔ (مسلم کتاب الزکاۃ باب فی الکفاف والقناعۃ ج 4 جزء 7 ص 123 رقم الحدیث: 1055) (بقیہ: 25)

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
ویلنٹائن ڈے 11
دفاع صحابہؓ 13

زر تعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ.....500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

فرمانروائے سعودی عرب شاہ سلمان نے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا

خادم حرمین شریفین فرمانروائے سعودی عرب کی وفات کے بعد ان کے بھائی ولی عہد شہزادہ سلمان نے عنانِ حکومت سنبھالی اور فرمانروائے سعودی عرب بن کر شہزادہ سے شاہ سلمان بنے ہیں۔ گذشتہ اداریہ میں تحریر کر چکا ہوں کہ سعودی خاندان کی روایت ہے کہ بچوں کی دینی تعلیم کے لیے محل میں علماء کی ایک ٹیم موجود ہوتی ہے جو بچپن میں ہی شہزادگان کے قلوب واذہان کو قرآن وسنت کے نور سے منور کرتی ہے۔ یوں ہر سعودی شہزادہ پہلے عالم دین بنتا ہے بعد ازاں اس کی مروجہ علوم کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سعودی حکمران ہمیں عالم باعمل اور زہد وتقویٰ کی معراج کمال پر نظر آتے ہیں، سعودی فرمانرواؤں کے لیے جلالۃ الملک کا خطاب مقرر کیا گیا تھا لیکن انھوں نے جلالۃ الملک کی بجائے خادم حرمین شریفین کے لقب کو اس سے بہتر سمجھ کر اپنایا اور پھر اس خاندان نے حرمین کی وسعت اور تزئین وآرائش پر اتنا مال نچھاور کیا ہے کہ مسجد الحرام کی پوری عمارت تو بہت بڑی بات ہے اس مسجد کے کسی ایک دروازے کے عشر عشیر کے اخراجات کا تخمینہ لگایا جائے تو روئے زمین میں اتنی خطیر رقم سے تیار کیا گیا، کوئی محل نظر نہیں آئے گا۔ شاہ سلمان بھی اسی دینی تعلیم اور دینی ماحول میں پلے بڑھے برطانیہ کے رائل کالج سے مروجہ تعلیم حاصل کی لیکن بقول اقبال "خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ افرنگ" یہ پس منظر اس لیے بیان کرنا ضروری محسوس ہوا کہ قارئین کرام کو معلوم ہو جائے کہ سعودی حکمران ارکان اسلام کی پابندی اور شعائر اسلام کی تعظیم میں بلاشبہ آج اُمت مسلمہ کے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہیں

امریکہ کے صدر بارک اوباما اپنی اہلیہ مشعل اوباما کے ہمراہ شاہ عبداللہ کی تعزیت کے لیے سعودی عرب دورے پر گئے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اس وقت امریکہ اپنے آپ کو پوری دنیا کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ پروٹوکول کے مطابق شاہ سلمان اپنی کابینہ کے ہمراہ ایئرپورٹ پر استقبال کے لیے تشریف لے گئے۔ ظاہر ہے استقبالیہ تقریب وہیں پر انعقاد پذیر ہوئی ...

باہر آئے، شاہ سلمان نے ہاتھ ملایا اور ادھر مسجد کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے لگی تو شاہ سلمان نے فوراً تمام آداب میزبانی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر مسجد کی جانب روانہ ہو گئے۔ یہ منظر پوری دنیا کے سامنے لائیو (Live) دیکھا جا رہا تھا۔ ہر ملک کی خبر رساں ایجنسی اپنے کیمروں میں فلمبند عکاسی کر رہی تھی کہ صدر اوباما اور ان کی اہلیہ اکیلے ایئرپورٹ پر کھڑے ہیں اور کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد شاہ سلمان تشریف لائے اور استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی، تاریخ میں پہلی بار کسی صدر امریکہ کو ایسی صورتحال کا سامنا کرنے کی نوبت آئی

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد جب نکیرین اس بندے کو اٹھائیں گے تو نماز عصر کا وقت اس طرح ہوگا کہ اگر جلدی نماز ادا نہ کی تو کہیں نماز کا وقت ختم ہی نہ ہو جائے۔ مسلمان نکیرین سے کہے گا کہ بھائی صاحب میری نماز قضاء ہو رہی ہے، آپ تشریف رکھیں میں پہلے نماز ادا کر لوں پھر آپ سے بات چیت کروں گا۔ اس پر منکر اور نکیر کہیں گے کہ صاحب یہ دنیا نہیں ہے، ہم تو قبر میں آپ کا حساب و کتاب لینے آئے تھے۔ جو کچھ آپ سے پوچھنا تھا اس کا جواب ہمیں مل گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس مومن کی قبر کو فراخ کر دیا جائے گا اور جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا اس کے اعمال صالحہ ایک خوبرو خوش اخلاق کی شکل میں اس کی تنہائی کو دور کرنے کے لیے موجود ہوں گے۔ قبر کی اور بھی کیفیات ایک مومن کے لیے حدیث شریف میں وارد ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون مسلمان نکیرین کو اتنی جرأت سے یہ بات کہہ سکے گا؟ یقیناً وہ شخص جس کی زندگی کا معمول یہ رہا ہوگا کہ نماز کے وقت وہ کسی شخص کسی کام کی پرواہ نہ کرے اور اپنی نماز کی تیاری میں مصروف ہو جائے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب اذان ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز کی تیاری میں یوں منہمک ہو جاتے اور ہم سے یوں لاتعلق ہو جاتے جیسے اجنبی ہوں۔ شاہ سلمان نے رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ پر من و عن عمل کر کے دکھایا۔ ان کا یہ عمل ہر مسلمان بالخصوص مسلمان حکمرانوں کے لیے مینارۂ نور ہے۔ آج یہود و نصاریٰ مل کر اسلامی شعائر کا تمسخر اڑا رہے ہیں اور ہم مسلمان بھی اس معاملہ میں احساس کمتری کا شکار ہو رہے ہیں۔ الاقلیل کتنی دورنگی، ناانصافی اور اسلام دشمنی کی بات ہے کہ اگر کوئی عیسائی راہبہ سر پر سکاف لیتی ہے تو وہ اس کے عفیفہ ہونے کی دلیل ہے اور اگر مسلمان خاتون سر پر سکارف لیتی ہے تو وہ دہشتگرد ہے۔ سکھ اگر داڑھی رکھتا ہے تو وہ قابل تعریف ہے کہ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہے، مسلمان اگر داڑھی رکھتا ہے تو اسے دہشتگرد ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ اگر عیسائی چرچ میں باقاعدگی سے جاتا ہے تو وہ پارسا ہے، مسلمان باقاعدگی سے مسجد میں جاتا ہے تو وہ بنیاد پرست ہے۔ شاہ سلمان نے ایک راسخ العقیدہ اور صالح مسلمان کا کردار ادا کیا ہے کہ جب احکم الحاکمین کا حکم آجائے تو ہم مسلمان پوری دنیا سے لاتعلق ہو کر اس رب کائنات کے سامنے حاضر ہو جاتے ہیں۔

قیامت کے دن مسلمان سے جب حساب لیا جائے گا تو سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ شاہ سلمان اس دن اللہ کے حضور کہے گا کہ جب اذان کی آواز میرے کان میں پڑ جاتی تھی تو تیرے حکم کی تعمیل میں دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا حکمران بھی مہمان بن کر آجاتا تو میں اسے خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے خادم حرمین شریفین کا منصب جلیلہ سنبھالنے پر انھیں مبارکباد دینا اور اس خدمت عظیم پر دعا دینے کے لیے ابھی تحریر کرتا تھا کہ انھوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حرمین شریفین کی خدمت کا جو فریضہ اللہ نے ان کے سپرد کیا ہے واقعی وہ اس کے اہل ہیں۔ پوری اُمت مسلمہ کی طرف سے شاہ سلمان کو اس پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ مسلمانوں کی عقیدت و محبت کے دو ہی مراکز ہیں بیت اللہ اور مسجد نبوی۔ اسی بناء پر دونوں شہر مکہ اور مدینہ متبرک ہیں اور پھر جس مملکت میں واقع ہیں ہمارے لیے وہ پوری مملکت اور اس کے حکمران باعث عز و شرف ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی پوری سرزمین حجاز کو مرکز اسلام قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ دین سرزمین حجاز میں یوں سمٹ کر آجائے گا جیسے سانپ اپنی بل میں سمٹ کر چلا جاتا ہے، آل سعود کی حکومت سے قبل حاجیوں کا مال اسباب لوٹنا، مزاحمت پر قتل کردینا، چوری اور ڈکیتی معمول بن چکا تھا۔ آج اسی سرزمین پر سارا سال حج اور عمرہ کرنے والوں کا اژدہام رہتا ہے۔ حج سیزن میں چالیس پچاس لاکھ انسانوں کا جم غفیر ہوتا ہے لیکن کبھی کسی کان نے نہیں سنا کہ وہاں کسی حاجی کا قتل ہوا ہو، جبراً کسی کا سامان چھین لیا ہو، کسی کی آبروریزی کی گئی ہو یا کوئی اغواء کی واردات ہوئی ہو، کیا پوری دنیا میں کسی شہر کی مثال دی جاسکتی ہے کہ وہاں لوگ اس قدر امن وعافیت سے زندگی بسر کررہے ہوں۔

اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کے اس مرکز عقیدت کو کب یوں پرامن برداشت کرسکتی ہیں چنانچہ درپردہ سازشوں کا سلسلہ تو جاری رہتا ہے ہمیں تو اپنے ان سادہ لوح بھائیوں پر تعجب آتا ہے جن کی برین واشنگ کی جاتی ہے کہ حتی الامکان بیت اللہ اور مسجد نبوی کے امام کے پیچھے نماز سے اجتناب کرنا، جن مقامات کو اللہ تعالیٰ نے رشد وہدایت کا مرکز بنایا ہے اگر ان کے آئمہ کا عقیدہ اور ان کی نماز درست نہیں تو سوچئے زمین پر کونسی جگہ ہے جہاں سے تمہیں ہدایت مل سکے، الحمدللہ اب حج اور عمرہ پر جانے والے نوجوان تعلیم یافتہ مرد وخواتین کی اکثریت ہوتی ہے جو وہاں قیام کے دوران ایک طرف بہترین انتظامات پر سعودی حکومت کے خلاف پھیلائے گئے شرانگیز پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کی بجائے ان کے مداح بن کر لوٹتے ہیں۔ دوسری طرف آئمہ حرمین کی سنت کے مطابق نمازوں کے مطابق اپنی نمازیں درست کرتے ہیں اور جنت البقیع میں مدفون ہستیوں کی قبروں کو دیکھ کر بزرگوں کی قبروں کا صحیح تصور ان کے ذہن میں آجاتا ہے اور شرک وبدعات سے تائب ہوکر لوٹتے ہیں۔

258 انسانوں کے قتل کا مقدمہ بھی فوجی عدالت میں چلا دیا جائے

گذشتہ سال بلدیہ ٹاؤن کراچی کی ایک فیکٹری میں آگ لگ گئی جس میں 258 انسان جل کر کوئلہ بن گئے۔ مالک نے ایک بار زبان سے یہ لفظ ادا کیے کہ اس سے بھتہ مانگا گیا تھا اور بھتہ نہ دینے کی صورت میں فیکٹری جلا دینے کی دھمکی دی گئی۔ پھر وہ مالک خود ہی اس بات کی تردید کرتا رہا اور کوشش کے باوجود اس کی زبان نہیں کھلی۔ جائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم (J.I.T) نے اپنی تفتیش جاری رکھی اور ایک آدمی رضوان قریشی کو گرفتار کیا اس نے انکشاف کیا کہ وہ ایک سیاسی پارٹی کا کارکن ہے، ہم نے اس فیکٹری کے مالک سے بیس کروڑ روپے بھتہ مانگا تھا اور نہ دینے کی وجہ سے فیکٹری میں ہم نے آگ لگادی۔

ستم بالائے ستم یہ کہ اسی سیاسی جماعت کے صوبے کے اعلیٰ منصب پر بیٹھے شخص نے فیکٹری مالک پر مختلف دفعات کا پرچہ دلوایا اور اپنے فرنٹ مین کے ذریعے پندرہ کروڑ روپے لے کر اس کے خلاف پرچہ خارج کرادیا۔ کراچی ایک پرامن اور روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا۔ وطن عزیز کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ ایک ڈکٹیٹر نے ایک سیاسی جماعت کے سربراہ کو وزارت عظمیٰ سے ہٹا کر تختۂ دار پر لٹکایا۔ اس وزیراعظم کا تعلق صوبہ سندھ سے تھا، ردعمل کے توڑ کے لیے ایک لسانی تنظیم کی سرپرستی اسے کھلی چھٹی دے گئی۔ اس تنظیم نے اس پارٹی کا تو کچھ نہیں بگاڑا لیکن اس کے بعد کراچی کا جو حشر ہوا وہ کھلی کتاب ہے پھر وہ لسانی تنظیم سیاسی جماعت بن گئی وہ اس قدر طاقتور ہے کہ الیکشن کے دوران اس کے خلاف کھڑے ہونا کارے دارد مخالف امیدوار کا کوئی پولنگ ایجنٹ اندر نہیں بیٹھ سکتا۔ الیکشن عملے کا کام صرف کرسیوں پر بیٹھنا ہے باقی کام ان کے کارکن خود ہی کرلیتے ہیں۔ برسراقتدار جماعت کے ساتھ الحاق ان کی ضرورت ہے۔

برسراقتدار حکومت اگر ذرا ڈانواڈول نظر آئے تو فوج کی حمایت حاصل کرنے کے لیے فوج کو اقتدار سنبھالنے کی دعوت دینے لگتے ہیں۔ یہ جماعت اقتدار کے بغیر اور مچھلی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آج کل سندھ حکومت سے عارضی دوری تھی جو 258 انسانوں کے قتل سے بچانے کے معاہدے پر پھر مل گئے ہیں۔ کیا فوجی عدالت ان 258 انسانوں کے قتل کا مقدمہ بھی سن کر قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے گی؟

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

سیدنا عمر فاروقؓ کا دامادِ علی ہونا اور سیدنا علیؓ کے بیٹوں اور بنات رسول ﷺ کے نام

سوال: سیدنا عمر فاروقؓ کی زوجیت میں سیدنا علی المرتضیٰؓ کی بیٹی اُم کلثوم تھیں یا نہیں؟ کیا سیدنا علیؓ نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے تھے؟ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد کتنی تھی؟ کیونکہ بعض لوگ رسول اللہ کی تین بیٹیوں کو جھٹلا کر سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو ہی رسول اللہ ﷺ کی حقیقی بیٹی بتلاتے ہیں، اگر ہو سکے تو اہل تشیع کے معتبر حوالوں سے جواب ارسال فرمائیں۔ سائل: صوفی محمد یوسف کھوکھر، موضع چھاپاں والی چک نمبر 2-RB تحصیل صفدرآباد شیخوپورہ

الجواب بعون الوہاب: حدیث میں ہے عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ: قَالَ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: قَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. ''ثعلبہ بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں اور ایک عمدہ چادر آپ کے پاس بچ گئی، ان کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ یہ چادر اپنی بیوی اُم کلثومؓ کو دے دیں جو کہ علی المرتضیٰؓ کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی نواسی ہے تو عمر فاروقؓ نے فرمایا: میری بیوی اُم کلثومؓ کے مقابلہ میں اُم سلیطؓ اس چادر کی زیادہ مستحق ہیں وہ انصاری عورت تھیں اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، عمر فاروقؓ فرمانے لگے کہ جنگ اُحد میں اُم سلیطؓ پانی کے مشکیزے اپنی کمر پر اٹھا کر ہمارے لیے لاتی تھی۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو ج12 ص118 رقم الحدیث: 2881) حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: كَانَ عُمَرُ قَدْ تَزَوَّجَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ وَلِهَذَا قَالُوا لَهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ قَدْ وَلَدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتِ فَاطِمَةَ ''سیدہ اُم کلثومؓ عمر فاروقؓ کی بیوی تھیں ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں اسی لیے لوگوں نے ان کو بنت رسول بھی کہا ہے، اُم کلثومؓ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی پیدا ہوئیں اور یہ سیدہ فاطمہؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔'' (فتح الباری باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو ج6 ص79)

شیعہ حضرات کے معروف مجتہد ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن صنعان اور معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ عدت وفات کہاں گزارے؟ اپنے شوہر کے گھر بیٹھے یا جہاں چاہے گزارے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا جہاں چاہے گزارے، کیونکہ جب دامادِ علیؓ سیدنا عمرؓ شہید ہو گئے تو حضرت علیؓ اپنی بیٹی اُم کلثومؓ کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اپنے گھر لے گئے۔ (الکافی کتاب الطلاق باب المتوفی عنہا زوجہا المدخول بہا این تعتد ص872 رقم الحدیث: 10830) مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمر فاروقؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ کی نواسی اُم کلثوم بنت علیؓ سے ہوا اور آپؓ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے داماد تھے۔

شیعہ مجتہد علامہ المحقق ابی الحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی فرماتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چودہ بیٹے تھے جن کے نام

جناب الحسن، جناب الحسین، جناب محمد الاکبر، جناب عبید اللہ، جناب ابوبکر، جناب عباس، جناب عثمان، جناب جعفر، جناب عبداللہ محمد الاصغر، جناب یحییٰ جناب عون، جناب عمر اور جناب محمد الاوسط ہیں۔ آپ کی اُنیس بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں: سیدہ زینب الکبریٰ، سیدہ اُم کلثوم الکبریٰ، سیدہ اُم الحسن، سیدہ رملہ الکبریٰ، سیدہ اُم ھانی، سیدہ میمونہ، سیدہ زینب الصغریٰ، سیدہ رملہ الصغریٰ، سیدہ اُم کلثوم الصغریٰ، سیدہ رقیہ، فاطمہ، سیدہ امامۃ، سیدہ خدیجہ، سیدہ اُم الکرام، سیدہ اُم سلمہ، سیدہ اُم جعفر، سیدہ جمانہ، سیدہ نفیسہ اور ان کی ایک بیٹی صغر سنی میں فوت ہوگئی اس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ باب ذکر اولادہ الذکور والاناث علیہ وعلیہم السلام ج ا ص 420 ناشر مکتبہ الحیدریہ)

علامہ اربلی مزید فرماتے ہیں کہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے نبوت کے دسویں سال 65 برس کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ سے مکہ مکرمہ کے قبرستان حجون میں دفن کیا اور یہ پہلی عورت تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور آپ کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ ؓ کے بطن تھی سوائے آپ کے فرزند ارجمند ابراہیم ؓ کے کیونکہ یہ ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن سے تھے۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ باب فی مناقب خدیجہ بن خویلد اُم فاطمہ ج ا ص 483 ناشر مکتبہ الحیدریہ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ''اے نبی! آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کو اوڑھ کر نکلیں یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور تکلیف نہ دی جائیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(الاحزاب:59)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ ازواج، بنات اور نساء جمع کے صیغے استعمال کیے ہیں، جمع سے تین اور اس سے زیادہ افراد مراد لیے جاتے ہیں اس لیے لفظ بنات بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی ایک بیٹی نہیں تھی بلکہ تین یا اس سے زیادہ بیٹیاں تھیں جیسا کہ امام قرطبیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سیدہ خدیجہ ؓ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے قاسم، طاہر جسے طیب اور عبداللہ بھی کہا جاتا ہے دو بیٹے عطا کیے اور ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے 8 ہجری ماہ ذوالحج میں عطا کیا۔ اسی طرح سیدہ خدیجہ ؓ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹیاں عطا کیں سیدہ زینب یہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں یہ 8 ہجری میں فوت ہوئیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کو قبر میں اُتارا۔ آپ ﷺ کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ جن کی شادی عتبہ بن ابی لہب سے اعلان نبوت سے قبل ہوئی اور انھیں ابولہب کے کہنے پر طلاق دے دی گئی پھر ان کی شادی سیدنا عثمان ؓ سے کی گئی اور رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کے لیے گئے ہوئے تھے تو یہ مدینہ منورہ میں اسی دوران ہجرت کے 17 ویں مہینے فوت ہوگئیں۔ سیدہ اُم کلثوم ؓ کی شادی بھی ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے اعلان نبوت سے پہلے ہوئی تھی، اعلان نبوت کے بعد ابولہب کے کہنے پر انھیں بھی طلاق دے دی گئی۔ سیدہ رقیہ ؓ کی وفات کے بعد پھر اُم کلثوم ؓ کا نکاح سیدنا عثمان غنی ؓ سے کیا گیا اور یہ 9 ہجری ماہ شعبان میں وفات پا گئیں۔ سیدہ فاطمہ ؓ آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے سن 2 ہجری رمضان المبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کیا اور ذوالحجہ میں ان کی رخصتی کی گئی بعض علماء نے ان کا نکاح ماہ رجب میں بتلایا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چند مہینوں بعد فوت ہوگئیں۔

(تفسیر قرطبی ج 19 ص 229-227)

اہل تشیع کے معروف مجتہد ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی تحریر فرماتے ہیں: تَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ. ''رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ ؓ سے شادی کی تو آپ کی عمر 20 سال سے کچھ زیادہ تھی، بعثت سے پہلے آپ ﷺ کے ہاں قاسم ؓ، رقیہ ؓ، اُم کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب ؓ، طاہر ؓ اور فاطمہ ؓ کی ولادت ہوئی۔'' (الکافی ابواب التاریخ باب مولد النبی ووفاتہ جزء ا ص 108)

(بقیہ: ص 26)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 50)

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ. وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ. وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ لیا پھر اسے دس مزید راتوں سے پورا کیا تو اس کے پروردگار کی مقرر کردہ مدت چالیس راتیں پوری ہوگئی اور جاتے وقت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کہ تم میری قوم میں میرے خلیفہ بنو، اصلاح کرتے رہنا اور فساد کرنے والوں کی راہ پر نہ چلنا (142) اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررہ وقت اور جگہ پر آن پہنچے تو اس سے اس کے رب نے کلام کیا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کروا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ سکوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا، البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو پھر تو بھی مجھے دیکھ سکے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے پھر جب انھیں کچھ افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگے: (اے اللہ!) تیری ذات پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں (143) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے لیے تمام لوگوں پر ترجیح دیتے ہوئے منتخب کرلیا ہے جو کچھ میں تجھے دوں اس پر عمل پیرا ہو اور میرا شکر گزار بن جا (144) اور اس کے لیے ہم نے تختیوں میں ہر طرح کی نصیحت اور ہر ایک بات کی تفصیل لکھ دی ہے اس پر مضبوطی سے عمل کر اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان پر اچھی طرح عمل کریں عنقریب میں تجھے فاسقوں کا گھر دکھلاؤں گا (145)

مشکل الفاظ کے معانی

مِيقَاتُ	مقررہ مدت	تَجَلّٰی	جھلک
دَكًّا	ریزہ ریزہ	صَعِقًا	غش کھا کر
اصْطَفَيْتُكَ	میں نے تجھے منتخب کرلیا	الْأَلْوَاح	تختیاں

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات میں بنی اسرائیل پر ہونے والے انعامات الٰہیہ کو ذکر کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام پر نزول تورات کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے بعض احکامات کا تذکرہ کیا ہے۔

التوضیح

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر احسان فرمایا کہ انھیں دشمن سے نجات بخشی اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہدایت دی، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہم کلامی کے شرف سے نوازا اور تورات عطا فرمائی جس میں احکام شریعت کی

تفاصیل موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کی میعاد مقرر کی یعنی موسیٰ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ سیدنا موسیٰ ؑ نے یہ تمام روزے ذیقعدہ میں رکھے۔ تیس دنوں کی مدت مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے مزید دس دنوں کا اضافہ فرما دیا اور یہ دس روزے موسیٰ علیہ السلام نے ذوالحجہ میں رکھے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے مزاج سے بخوبی واقف تھے اس لیے جاتے وقت انھوں نے سیدنا ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے قوم کی اصلاح کرنے اور شر پسند لوگوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی سیدنا ہارون علیہ السلام اگرچہ پہلے بھی حتی الوسع اصلاح کی کوشش کرتے تھے لیکن اب ان کی حقیقت ایک قائد کی بن چکی تھی اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جاتے وقت بطور تنبیہ یہ نصیحت کی کہ وہ اپنی قوم کی اصلاح کریں ان کے لیے بہتر چیز اختیار کریں اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی اقتداء نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ کا نگران مقرر کیا تو انھیں فرمایا: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ''کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ میری نیابت کریں جس طرح ہارونؑ نے موسیٰ ؑ کی نیابت کی تھی۔'' (مسلم. كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل علي بن أبي طالب ج 8 ص 146 جزء 15 رقم الحديث: 2404 الموسوعة الحديثية مسند امام احمد بن حنبل ج 3 ص 143 رقم الحديث: 1583 بخاری بشرح الكرماني كتاب المغازی باب غزوة تبوک ج 16 ص 144 رقم الحديث: 4416)

یہاں سے بعض حضرات رسول اللہ ﷺ کے بعد علی المرتضیٰ ؓ کو خلافت کا حق دار قرار دیتے ہیں اسی بناء پر وہ صحابہ کرامؓ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں حالانکہ ایسی نیابت صرف علیؓ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مختلف اوقات میں آپ ﷺ مختلف صحابہ کرامؓ کو اپنی غیر موجودگی میں اپنا نائب مقرر کرتے رہے جیسا کہ عبداللہ بن اُم مکتومؓ وغیرہ، یہ نیابت ایسی نہیں تھی کہ جس سے آپ کے بعد خلافت کا حق دار ہونا ثابت ہوتا وگرنہ دوسرے صحابہ کرامؓ (آپ ﷺ کی زندگی میں نیابت کرنے والے) بھی اسی قسم کے اعزاز کے حق دار ہوئے حالانکہ اس نیابت کی حیثیت ایک وکیل جیسی ہے جو موکل کے معزول کرنے یا اس کے (موکل) دنیا سے چلے جانے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے جبکہ ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نبوت عطا فرمائی تھی۔

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ. سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وقت پر پہنچے تو انھیں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تو سیدنا موسیٰ ؑ کے دل میں دیدار الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو مجھے کسی صورت نہیں دیکھ سکتا، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا جب مجھے کوئی زندہ دیکھے گا تو مر جائے گا اور اگر کوئی خشک بے جان چیز دیکھے تو وہ لڑھک جائے گی۔ (البداية والنهاية باب سوال الرؤية ج 1 ص 265) یہاں دنیا میں رؤیت الٰہی کی نفی ہے جیسا کہ قرآن مجید کے لفظ لن ترانی سے ظاہر ہوتا ہے اور متواتر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مومن آخرت میں دیدار الٰہی کی سعادت حاصل کریں گے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ. إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ. ''اس روز بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔'' (القیامہ)

اس سے بھی دنیا میں رؤیت الٰہی کی نفی ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں کوئی آنکھ اللہ کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ ''اس کے پردے نور ہیں اگر وہ انھیں ہٹا دے تو اس کے چہرے کی چمک سے تا حد نگاہ ہر چیز راکھ ہو جائے۔'' (مسلم كتاب الايمان باب في قوله عليه السلام ان الله لا ينام ج 2 جزء 3 ص 12 رقم الحديث: 179)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر واضح فرما دیا کہ دنیا میں آپ مجھے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن آپ اس پہاڑ کی طرف دیکھیں، اگر پہاڑ میری تجلی سے اپنی جگہ پر قائم رہا تو پھر آپ بھی مجھے دیکھ لیں گے،

اللہ تعالیٰ نے جب اپنا جلوہ ذوالاتوان تجلیات کی بناء پر پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش کر گر پڑے۔

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی: قال هكذا يعني انه اخرج طرف الخنصر "اللہ تعالیٰ نے اپنی خنصر انگلی کا ایک کنارہ ہی ظاہر فرمایا تھا۔" (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد ج 19 ص 281 رقم الحديث: 12260 اسناده صحيح)

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور تعظیم بیان کرتے ہوئے لفظ سُبْحٰنَكَ کہا کہ یا اللہ! تیری ذات پاک ہے۔ (تفسیر طبری ج 9 ص 74) اور ساتھ ہی عرض کی کہ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ توبہ آئندہ دیدار الٰہی کا سوال کرنے پر تھی۔ اے اللہ تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے میں سب سے اول ہوں یعنی میں سب سے پہلے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ تیری ذات کو تیری مخلوق سے (دنیا میں) کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

انصاری صحابی اور یہودی

ایک یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تھا اس نے عرض کی اے محمد (ﷺ)! آپ کے ایک انصاری صحابی نے میرے منہ پر تھپڑ مار دیا ہے، آپ نے اس صحابی کو بلا کر پوچھا: لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ تو نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے؟ صحابی نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں یہودیوں کے پاس سے گزر رہا تھا تو میں نے ان میں سے ایک کو یہ کہتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی کہ میں نے کہا: کیا محمد ﷺ پر بھی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دی ہے؟ اور میں اس کی یہ بات سن کر غضب ناک ہوگیا اور میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ "مجھے انبیاء میں سے (اس طرح) اچھا قرار نہ دو، قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو دیکھوں گا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کے ایک پائے کو پکڑے ہوئے ہوں گے، معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے ہوں گے یا کوہ طور پر بے ہوش ہونے کے بدلے میں بے ہوش ہی نہیں ہوں گے۔" (بخاری بشرح الكرماني كتاب التفسير باب ولما جاء موسى لميقاتنا ج 17 ص 87 رقم الحديث: 4638)

قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ ہم کلامی کا شرف ملنے پر جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی درخواست کی اور رب العالمین کے چہرہ پرنور کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوسکا تو سیدنا موسیٰ دل گرفتہ ہوئے، تب اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی فرمایا: اے موسیٰ! اگر میرا دیدار نہیں ہوسکا تو کیا جو دیگر متعدد نعمتیں اور فضائل ہم نے آپ کو عطا کیے ہیں کیا وہ کم ہیں آپ کی قوم کو فرعون کے ظلم سے بچایا اور معجزات کے ساتھ ساتھ آپ کو نبوت و رسالت عطا کی اور تورات جیسی عظیم الشان کتاب عطا فرمائی اس کے علاوہ لوگوں پر آپ کو ایک خاص مقام و مرتبہ عطا کرکے ممتاز و بلند فرمایا لہٰذا ان تمام نعمتوں کا شکر بجالانا آپ کا فریضہ ہے۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر تقریباً چالیس سال تک اُترنے والی وحی درحقیقت احادیث موسیٰ تھیں جس کے انکار کے سبب فرعون نشانِ عبرت بنا اور فرعونی ہلاک ہوکر اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔ اس طویل عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی چالیس دن کی ریاضت و عبادت کے بعد انھیں ہم کلامی کا شرف بخشا اور تختیوں پر لکھی ہوئی تورات عطا فرمائی جس میں تمام بنیادی عقائد، احکام و معاملات اور حلال و حرام کی مفصل وضاحت موجود تھی جس کی بنی اسرائیل کو دنیا میں ضرورت تھی

لفظ کُلّ کا مفہوم

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ملنے والی تختیوں کی صحیح تعداد کتاب وسنت سے ثابت نہیں اور نہ ہی اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ مکمل تورات ان تختیوں پر احکام سمیت موجود تھی۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ تختیاں چند

بنیادی احکام پر مشتمل تھیں جبکہ تورات بعد میں عطا ہوئی اور بعض کے نزدیک انھی تختیوں پر مکمل تورات لکھی تھی۔اسی طرح لفظ 'کل' کا معنی موقع ومحل کی مناسبت سے ہی طے کیا جاتا ہے جیسا کہ ملکہ سباء کے بارے میں فرمایا:

وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور اسے ہر چیز میں سے دیا گیا۔النمل:23)

حالانکہ ملکہ سباءکو کائنات کی ہر چیز تو میسر نہ تھی،اسی طرح قوم عاد پر آنے والی آندھی کے متعلق فرمایا: تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا"اس آندھی نے اپنے رب کے حکم سے ہر چیز تباہ کردی"(الاحقاف:25) جبکہ اس آندھی نے کائنات کی ہر چیز کو برباد نہیں کیا تھا۔فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا تورات عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مضبوطی کے ساتھ تورات کو تھامنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا اور مزید یہ تلقین بھی کی کہ بنی اسرائیل کو بھی حکم دیں کہ وہ نہایت خوش دلی سے ان احکامات کو تسلیم کرتے ہوئے ان پر عمل پیراہ ہوں اور تاویلات سے بچیں۔

سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ. اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ بھی فرمایا کہ عنقریب میں تمھیں فاسقوں کا گھر دکھاؤں گا۔اس عبارت سے متعدد معانی مراد لیے گئے ہیں جن میں چند اہم معانی درج ذیل ہیں:

(۱) تمھیں پھر سے فرعون اور آل فرعون کے محلات اور باغوں کا مالک بناؤں گا(۲) اگر تم نے بھی سرکشی کی تو تمھارا انجام فرعون اور آل فرعون جیسا ہوگا(۳) اس سے مراد اہل شام ہیں کہ شام پر قبضہ کرکے تم اس تباہ شدہ قوم عمالقہ کے آثار دیکھو گے۔

اخذشدہ مسائل

(1) وعدہ کی حفاظت کرنا رسول اللہ ﷺ کے ہاں محبوب اور پسندیدہ عمل اور سچے لوگوں کی علامت ہے(2) زمین میں اہم کاموں کے لیے نائب مقرر کرتے ہوئے انھیں نیکی کا حکم دیا جاسکتا ہے(3) آخرت میں اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کی رؤیت ثابت ہے اور دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کا ہونا محال ہے کیونکہ انسان اس کی طاقت نہیں رکھتا(4) تورات تختیوں میں لکھی ہوئی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی(5) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت میں بنیادی حیثیت ہے،اسے مزید موثر بنانے کے لیے ترغیب اور ترہیب کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔

بقیہ: کچھ یادیں کچھ باتیں

شیر پنجاب مولانا منظور احمد کے بقول ان کی عمر اس وقت چھبیس سال رہی تھی اور ان پر 26 ہی مقدمات قائم تھے۔اس دوری کی وجہ سے حضرت مولانا عبدالقادر حصاروی رحمہ اللہ سے ملاقات نہ ہوسکی تھی۔البتہ ان کا ذکر خیر میرے والد ماجد نور اللہ مرقدہ عموماً فرمایا کرتے تھے۔ان کے بھتیجے پروفیسر میاں عبدالمجید کی خوش خصالی آج بھی ذہن میں تازہ ہے۔ان کے پرمغز اداریے سب سے پہلے پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔

''اللہ کرے زور قلم اور زیادہ''

گذشتہ برس جنوری میں ولی کامل نمونہ اسلاف سفیر اہلحدیث حضرت مولانا محمد یوسف راجووال کی وفات ہوگئی تھی۔ہفت روزہ تنظیم میں ان کے بارے کافی مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ان کی خبر وفات تو مل گئی تھی لیکن ان سے متعلقہ کسی شخصیت سے براہ راست رابطہ نہ ہوسکا تھا۔حافظ عبدالستار حماد صاحب سے بات کرنے کی کوشش کی پھر جب اپریل میں پاکستان گیا تھا تب بھی صاحبزادہ پروفیسر عبید الرحمن محسن بن شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجووال نور اللہ مرقدہ سے تعزیت نہ ہوسکی۔علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی شہادت کے بعد مرکز اہلحدیث لورنمال روڈ کا مدیر اداری بنا تو میاں محمد جمیل صاحب کنوینر تحریک دعوت توحید اطال اللہ عمرہ کی ہمراہی میں دارالحدیث راجووال دیکھنے اور سالانہ کانفرنس میں خطاب کرنے کا موقع بھی ملا تھا۔ان کے پسماندگان سے رابطہ کے لیے کچھ فون اخبارات سے نوٹ بھی کیے تھے لیکن بات نہ ہوسکی۔جناب عبدالرشید عراقی کا فون تنظیم ہی کے کسی شمارے سے نوٹ کیا۔کئی دفعہ فون ملایا لیکن ان سے بات نہ ہوسکی۔بہر حال پروفیسر عبید الرحمن محسن اور ان کے برادر اکبر پروفیسر عبدالرحمن جو جامعہ سلفیہ میں ہمارے کولیگ تھے اور مولانا عبدالستار حماد ودیگر متعلقین تک میری تعزیت تنظیم اہلحدیث کی وساطت سے اب پہنچ جائے گی کہ آپ کا براہ راست تعلق اتنی بڑی شخصیت سے ہے۔آپ کی دینی سرگرمیاں شیخ الحدیث کے صدقہ جاریہ میں سے ہیں۔دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کی خدمات کا بہتر صلہ جنت الفردوس کی صورت میں عطا فرمائے۔آمین

ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینے میں

تحریر: عبدالوارث ساجد — قسط نمبر 2 آخری

ہزاروں ڈالر مالیت کے ویلنٹائن کارڈ جاری کر دیئے گئے جس سے انہیں لاکھوں ڈالر کا منافع ملا، تاجروں کی پرکشش ترغیبات کی وجہ سے منافع کی رقم کروڑوں ڈالر تک پہنچ گئی، پاکستان میں چند سالوں کے دوران ویلنٹائن ڈے کی شہرت کو بلندیوں تک پہنچانے میں انہی تاجروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہاتھ ہے جو نت نئے طریقوں سے اس کی تشہیر کرتی ہیں اور بعدازاں اپنی مصنوعات کی فروخت سے پیسہ کماتی ہیں۔

ہندوؤں نے سینٹ ویلنٹائن ڈے کے تہوار کو ہندوستان میں منانے پر اپنی ثقافت پر حملہ قرار دیا، سوچئے! ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کے تہوار کو اپنی ثقافت کے لیے خطرہ قرار دے رہا ہے اور ایک ہم ہیں کہ والہانہ انداز میں غیر مذہب کے تہوار کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ کیا کوئی غیرت مند مسلمان اس بات کو برداشت کرے گا کہ کسی غیر مرد کا پیغام الفت اس کی بیوی، بیٹی یا بہن کے لیے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کی زینت بنے؟ اس تہوار کے ذریعے ہماری اسلامی روایات کو تباہ وبرباد کرنے کی سازش ہو رہی ہے مغرب اور غیر مذاہب کے تہوار منانے کے یہ کون سے طریقے ہیں اور ان کی سرپرستی کیا معنی رکھتی ہے؟ پادری سینٹ ویلنٹائن ڈے کی بے معنی اور غیر اخلاقی محبت کا پرچار کرنے والے اپنی تہذیب پر بدنما داغ ہیں پاکیزہ جذبوں کے حوالے سے یورپ وامریکا ہماری کیا رہنمائی کریں گے جو خود ان لطیف جذبوں سے ناآشنا، دور گمراہیوں کے اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔

مسلمانوں میں بسنت جیسے ہندووانہ تہوار کے بعد عیسائی قوم کے پادری سینٹ ویلنٹائن ڈے کے مکروفریب پر مبنی داستان کو ہم پر کیوں لادا جا رہا ہے قوم کو اس تہوار کی نسبت سے ناچ گانے اور عیش وعشرت کے اندھے کنوئیں میں دھکیل کر آخر کن لوگوں کے عزائم کی تکمیل کی جا رہی ہے؟

ویلنٹائن ڈے کے اس پس منظر سے آگاہی کے بعد اس بات کو ماننے سے کوئی بھی صاحب بصیرت آدمی انکاری نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ دن کلی طور پر فحاشی، عریانی، بے حیائی اور بدتہذیبی پر مبنی ہے اور جن کی یاد میں یہ دن منایا جا رہا ہے سمجھ نہیں آیا کہ اس حملے کا مطلب کیا ہے۔ باعث افسوس ہے کہ اب مسلمان بھی اسے بے حیاء، بے شرم اور دوسروں کی بیٹیوں کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے والے عیسائی پادری کی روایات کو زندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

پاکستان میں ویلنٹائن ڈے

پاکستان میں یہ تہوار برگر فیملیز، براؤن فیملیز، سینڈوچ فیملیز، مختلف این جی اوز اور نام نہاد قلمکاروں کے ذریعے اپنے پاؤں پھیلانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا الیکٹرونک میڈیا بھرپور طریقے سے اس کی پبلسٹی کر رہا ہے اور رہی پرنٹ میڈیا کی بات تو وہ بھی آہستہ آہستہ اس کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔

سینٹ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں فضول دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو قائل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس تہوار کو منانے میں کوئی حرج یا برائی نہیں ہے۔ یقیناً آزاد خیال لوگوں کے لیے اس تہوار میں اعتراض والی کوئی چیز نہیں ہے لیکن وہ اس حقیقت سے کیوں آنکھیں چراتے ہیں کہ اگر اس تہوار میں کوئی برائی نہیں تھی تو یورپ کے بعض ملکوں نے اس پر پابندی کیوں عائد کی تھی۔ کیا یورپ وامریکا میں عیسائی قوم بھی اسی شان وشوکت سے مسلمانوں کا کوئی تہوار مناتی ہے؟ لازماً اس کا جواب نفی میں ہے۔

جنسی بے راہ روی کا فروغ:

تاریخ ''ویلنٹائن'' کو ایک محبت کا جذبہ رکھنے والا بزرگ کہے یا بدکردار آدمی یہ ایک الگ بحث ہے مگر یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ ''ویلنٹائن ڈے'' بے حیائی کو فروغ دینے کا دن ہے اس کا مقصد صرف اور صرف عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے قریب لانا ہے اور جنسی بے راہ روی کو محبت کا لبادہ پہناتا ہے۔ ایک مسلم معاشرہ اس بات کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا کہ ایک غیر مرد عورت کو یا ایک عورت کسی مرد کو پھول پیش کرے اور اس کے ساتھ اخلاقیات کی حدود عبور کرلے۔ چاکلیٹ، کارڈز اور پھولوں کے تحفوں کے ساتھ ساتھ لو اسٹوریز پر مشتمل کتب اور فحش فلمیں ایک دوسرے کو پیش کرے یہ رسومات ہمارے معاشرے کے منہ پر ایک طمانچہ ہیں۔

کتنی شرمناک بات ہے کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے حیائی کی دلدل میں پھینک رہے ہیں۔ والدین بڑے فخر کے ساتھ معصوم بچوں کو پھول اور چاکلیٹ خرید کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی کلاس فیلوز لڑکیوں اور لڑکوں کو پیش کریں نوجوان بیٹے، بیٹیاں ماں باپ کے سامنے کارڈز خریدتے ہیں اور ماں باپ کی جیب سے پھول خرید کر ایک دوسرے کو دیتے ہیں اور والدین خوش ہوتے ہیں کہ چلو اچھا ہماری اولاد یورپ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنا رہی ہے اور اب ان کو بے حیائی میں پہلا انعام ضرور ملے گا۔

اس سے بڑھ کر والدین کے لیے ڈوب مرنے کا مقام اور کیا ہوگا کہ نوجوان بیٹی گھر داخل ہوتی ہے تو اس نے ہاتھ میں کئی سرخ پھول اور کارڈز تھامے ہوتے ہیں اور وہ فخر سے بتاتی ہے کہ اس کی کلاس کے سب لڑکوں نے اس سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ یہ کونسی انسانی محبت کا دن ہے اس بے حیائی کو انسانی محبت کہنا بھی گناہ ہے۔

یہ محبت کا نہیں بلکہ یہ بے حیائی کو ''آڈر آف دی ڈے'' بنانے کا دن ہے جس دن نوجوان نسل اپنی تہذیب اور اپنی اخلاقیات کو نوچ کر بزرگوں کے منہ پر دے مارتی ہے اور بے حیائی کے سمندر میں غوطہ زن ہوجاتی ہے ''فائیو سٹارز'' ہوٹلوں اور ''کلبوں'' میں جا کر اخلاقیات کی تمام حدوں کو پار کرتے ہوئے اس بے شرمی کو محبت بھرے جذبے کا نام دیتے ہیں اور والدین اپنی اولاد کو اس بے راہ روی کی پگڈنڈی پر چلتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری اولاد غیر مسلموں کی کسی رسم کو منانے میں پیچھے نہیں ہے بلکہ وہ ہندو اور عیسائیوں سے بھی زیادہ پرجوش انداز میں ان تہواروں کو مناتے ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے انگریزی تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے بچوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ محمد بن قاسم کون تھا؟

ان کے آئیڈیل مائیکل جیکسن اور شاہ رخ خاں ہوتے ہیں وہ انگریزی گانے گا رہے ہوتے ہیں وہ ٹیڑھے میڑھے منہ کرنے والے گلوکاروں کو پسند کرتے ہیں۔ لڑکے برمودا شارٹ اور لڑکی جینز پہننا پسند کرتی ہے اور ان کی پسندیدہ خوراک برگر ہوتا ہے، ان اسکولوں میں بڑے اہتمام کے ساتھ یہ دن منایا جاتا ہے ماں باپ ان اداروں میں بھاری فیس اور دیگر اخراجات دے کر بچوں کو بے حیائی کے سرٹیفکیٹ لے کر دیتے ہیں ان اداروں میں قومی روایات سے بے اعتنائی برتتے ہوئے انگریزی تہذیب کو فروغ دینے کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ انگلش میڈیم اسکولوں میں ''ویلنٹائن ڈے'' کی تقریبات ''یوم پاکستان'' کی تقریبات سے بھی زیادہ جوش وخروش سے منائی جاتی ہیں۔

مقصد معصوم ذہنوں کو جنسی بے راہ روی کے لیے تیار کرنا ہے۔

''ویلنٹائن ڈے'' کو فروغ دینے والے وہی دانشور حلقے میڈیا اور سرکاری افسروں کے ٹولے ہیں جنھوں نے پہلے ''ہیپی نیو ایئر'' اور پھر بسنت کو قومی تہوار بنانے میں اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ بے حیائی کے پیامبر پرنٹ میڈیا سے لے کر الیکٹرانک میڈیا تک قابض ہیں اور انھوں نے میڈیا کے ذریعے ہی اس قوم سے اس کا اصل تشخص چھین کر اسے بے شرمی کے سمندر میں غرق کیا ہے۔ قوم کے محب وطن حلقے کو چاہیے کہ وہ دشمن کی اس چال کو سمجھیں اور اس کا تدارک کریں تاکہ قوم اس اخلاقی پستی سے بچ جائے۔

دفاعِ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

قسط نمبر 1

عربی کا مشہور مقولہ ہے: ان المحب لمن یحب مطیع ''محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے'' تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ اتباع رسول میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ اس قدر مخلص تھے کہ اگر ان کا کوئی قریبی رشتہ دار بھی آڑے آیا تو نہ صرف اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینے کی قربانی دی بلکہ اگر وہ ان کے راہنما ﷺ کے مقابلہ میں آیا تو اس کو حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹانے میں ذرا بھی بھر تامل نہ کیا۔

مشرکین کے ساتھ آ کر میدان بدر میں مبارزت دینے والے سگے باپ کو امین الامت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح نے واصل جہنم کرنے میں دیر نہ کی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی میدان میں نہ صرف اپنے سگے ماموں کو قتل کیا بلکہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد نبی ﷺ کو مشورہ دیا کہ ان تمام مشرک قیدیوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے۔

نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ نے اپنی خادمہ کو اس لیے رات کے اندھیرے میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی۔ اسی طرح ایک دن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں عرض پرداز ہوئے کہ حضور ﷺ میری ماں آپ کے بارے بہت نازیبا اور ناقابل برداشت باتیں کرتی ہے لہٰذا آپ دعا فرمایئے کہ اللہ میری ماں کو نور ہدایت سے سرفراز فرمادے اور اگر اس کے نصیب میں ہدایت نہیں تو اس کو موت کی نیند سلادے لہٰذا اللہ نے قیامت کی دیواروں تک پیدا ہونے والوں کو متوجہ کرتے ہوئے اپنے نبی ﷺ کی معرفت فرمایا: لا تجد قوما یؤادون من حادّ اللہ و رسولہ ولو کانوا آباءھم ''تمھیں ان صحابہ جیسے مخلص جانثاروں کی مثال کائنات میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔''

ان پاکیزہ لوگوں نے پیروئ رسول ﷺ کی ایسی انمٹ اور بے نظیر مثالیں پیش فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا و ان تولوا فانھم فی شقاق ''اگر باقی لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح (اے صحابہ رضی اللہ عنہم!) تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پا جائیں لیکن اگر انھوں نے تمھاری طرح ایمان لانے کا حق ادا نہ کیا تو بدبختی ہی ان کا مقدر ہو گی۔

اصحاب رسول اس لحاظ سے بھی قابل رشک ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کی ہر ہر ادا اور پسند کو حرز جاں بنایا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو کھانے میں کدو پسند ہیں، تب سے مجھے بھی کدو اچھا لگتا ہے۔ (صحیح بخاری ج 7 ص 149 رقم الحدیث: 5433)

وہ تو ایسے لوگ تھے کہ اغیار بھی ان کی خوبیوں کے معترف تھے، عرب کے ایک مالدار سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر قبول اسلام کے بعد آبائی شہر مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ پیچھے مشرکین کو خیال آیا کہ مصعب کے پاس تو بڑی دولت تھی وہ کہاں گئی چنانچہ انھوں نے تعاقب کر کے ایک مقام پر انھیں روک لیا اور پوچھا کہ تمھارے اثاثہ جات کہاں ہیں؟ سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے زبان حال و قال سے فرمایا: تمھیں میری جان چاہیے یا مال؟ وہ بولے کہ مال چاہیے، فرمایا: میں نے اپنا سارا متاع دنیا ایک مٹکے میں بند کر کے گھر کے فلاں کونے میں دفن کر دیا تھا، جاؤ نکال لو، یہ سن کر ایک مشرک بولا کہ یہ جان چھڑانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہو گا، اسے اپنے ہمراہ لے جا کر

مال برآمد کرو، یہ سن کر اس کے اپنے ساتھیوں نے کہا کہ نہیں انه من اصحاب محمد و اصحاب محمد لا یکذبون ارے نہیں یہ محمد کے ساتھیوں میں سے ہے اور محمد (ﷺ) کے ساتھی کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

جن نفوسِ قدسیہ کو اللہ نے پیروی رسول کا نمونہ قرار دیا، جن کے دلوں میں ایمان کو مزین فرمایا، جن کے قلوب واذہان کو کفر وفسق اور نافرمانی سے متنفر کر دیا تھا جن کے دلوں کے تقوی کا نہ صرف امتحان لیا بلکہ انھیں کامیاب قرار دیتے ہوئے ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم کی پیشگی خبر بھی قرآن میں نشر فرمادی۔ افسوس آج ان کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کی جاتی ہیں جن سے وہ کوسوں دور اور ان کے دامن پاک ہیں۔

اللہ کی طرف سے صحابہ کرام کا دفاع

اللہ تعالی کو جماعتِ صحابہ سے اتنی محبت تھی کہ اگر کسی نے ان کی طرف انگلی اٹھائی تو اس نے ان کی انگلی کا رخ انھی کی طرف موڑ دیا۔ قرآن میں اللہ تعالی نے صحابہ کرامؓ کا دفاع فرمایا، جب کہنے والوں نے دعوتِ رشد وہدایت کی طرف دعوت ملنے پر کہا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جیسے یہ بیوقوف ایمان لائے ہیں تو فی الفور عرش بریں سے آواز آئی: اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ "ہوشیار باش، ایسا کہنے والے خود ہی بیوقوف ہیں" (البقرہ) منافقین نے کہا: غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ "یہ لوگ اپنے دینی فریب کا شکار ہیں" آسمان سے جواب آیا: و لو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکة یضربون وجوههم و ادبارهم و ذوقوا عذاب الحریق (انفال:50)

کفار نے شہدائے اسلام کے بارے میں کہا: لو اطاعونا ما قُتِلوا "اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ ہوتے" تو افلاک سے آواز آئی: ولئن قُتِلْتُمْ فی سبیل الله او مُتُّم لَمَغْفِرَةٌ مِنَ الله و رحمة خیر مما یجمعون۔ (آل عمران:157)

کچھ لوگوں نے نادار صحابہ کو نشانۂ تضحیک بنایا تو اللہ نے نہ صرف اصحابِ نبوی کی ستائش فرمائی بلکہ ان پر آوازے کسنے والوں کو آتشِ جہنم کا مژدہ سناتے ہوئے فرمایا: الذین یلمزون الطوعین من المؤمنین فی الصدقت والذین لا یجدون الا جهدهم فیسخرون منهم سخر اللهُ منهم ولهم عذاب الیم "وہ لوگ جو اہل ایمان پر صدقات دینے کی بنا پر (ریاکاری کا) الزام لگاتے ہیں اور جو ناداری کی وجہ سے ماسوائے جانی مشقت کے کچھ پیش نہیں کر پاتے ان سے مذاق کرتے ہیں تو اللہ ان سے مذاق کرے گا اور انھیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ (توبہ: 79)

صرف یہی نہیں بلکہ اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ ان منافقین کے لیے ایک بار نہیں بلکہ ستر مرتبہ بھی معافی کی درخواست کریں گے تو میں اللہ پھر بھی انھیں معاف نہیں کروں گا چنانچہ اللہ نے فرمایا: ان تستغفر لهم او لاتستغفر لهم. ان تستغفر لهم سبعین مرةً فلن یغفر الله لهم. "آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں، اگر آپ ان کے لیے 70 بار بھی بخشش مانگیں پس اللہ پھر بھی انھیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (توبہ:80) جن کے دل اصحابِ رسول کے بارے صاف نہ تھے وہ اللہ کے نزدیک اس قدر مغضوب ٹھہرے کہ اس نے اپنے نبی (ﷺ) سے فرمایا: ولا تصل علیٰ احدٍ منهم مات ابدا و لا تقم علیٰ قبره "ان میں سے کوئی مرجائے تو نہ اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ہی (بغرضِ دعا) اس کی قبر پر جانا۔" (توبہ:82)

اللہ تعالی نے اصحابِ محمد (ﷺ) کو تکلیف دینے والوں کے بارے میں فرمایا: وَالَّذِيْنَ یؤذون المومنین و المؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتاناً و اثماً مبینا (الاحزاب: 58) جو مسلمان مردوں اور عورتوں کو تکلیفیں دیتے ہیں تو ان نامعقول لوگوں کو ایسی حرکتوں سے باز نہ آنے پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: لان لم ینته المنافقون والذین فی قلوبهم مرض والمرجفون فی المدینة لنغرینك بهم ثم لا یجاورونك فیها الا قلیلا۔ ملعونین اینما ثقفوا اُخِذوا و قُتِّلوا تقتیلا (الاحزاب 60-61:)

(جاری ہے)

خاتم النّبیین کا مفہوم اور قادیانی شبہات کا ازالہ

عطاء محمد جنجوعہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے ولایت کا مقام بھی اگر مل جائے تو زہے نصیب! لیکن نبوت ''ایں خیال است ومحال است وجنوں'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ انبیائے کرام کو خود مبعوث کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ اللہ ذوالجلال کے آخری نبی ہیں، اُن کے بعد تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی ارفع مقام کا حامل انسان ہو یا اعلیٰ خاندان و نسل سے تعلق رکھتا ہو اُسے مرحوم ومغفور کہنے پر بھی بعض علماء کو تامل ہے لیکن اُسے معصوم عن الخطا نہیں کہہ سکتے کیونکہ اللہ کا فرستادہ فرشتہ جبرائیلؑ وحی لے کر انبیائے کرام پر آتا تھا۔ خاتم النبیین ﷺ پر اُس وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. ''اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔'' (البقرہ:4)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کی صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ ﷺ اور آپ سے قبل نازل ہونے والی وحی پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن اس آیت میں بعدہٗ کا تذکرہ نہیں ہے۔ عرب تہذیب وتمدن میں یہ رسم تھی کہ اگر کوئی شخص کسی کو منہ بولا بیٹا کہہ دیتا تو متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو جاتے اور متبنیٰ بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کو معیوب سمجھا جاتا تھا چونکہ خاتم النبیین محمد ﷺ نے ہر قسم کی رسم جہالت کا خاتمہ کرنا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنے متبنیٰ زید بن حارثہؓ کی مطلقہ بیوی سیدہ زینبؓ سے نکاح کر لیا، جب لوگوں نے چہ مگوئیاں کیں تو اللہ نے آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

''نہیں ہیں محمد (ﷺ) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (الاحزاب:40)

نبی کریم ﷺ کے حقیقی بیٹے کم سنی میں فوت ہو گئے، وہ رجال کی حد میں داخل نہیں تھے اس لیے اللہ سبحانہ نے رجال کے نسبی باپ ہونے کی نفی کر دی لیکن اس امر کی وضاحت کر دی کہ وہ تمہارے مردوں عورتوں کے لیے رسول کی حیثیت سے روحانی باپ ہیں اور اس امر کی بھی وضاحت کر دی کہ وہ انبیاء کرام کے سلسلہ کو ختم کرنے والے خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الرسل نہیں کہا کیونکہ نبی اور رسول میں فرق ہے۔

نبی اُس شخص کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنی وحی سے مشرف فرما دیں، خواہ اُس کو کتاب وشریعت تفویض کریں یا پہلے سے کسی نبی کی شریعت کے تابع لوگوں کو ہدایت کرنے پر مامور ہوں لیکن رسول خاص اُس نبی کے لیے بولا جاتا ہے جس کو مستقل کتاب وشریعت دی گئی ہو۔ ختم الرسل اس لیے نہیں کہا گیا کہ اس لقب سے نبی کی آمد کی گنجائش مل سکتی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن کو خاتم النبیین کے لقب سے نوازا اور وضاحت کر دی کہ ہر قسم کی نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا اب نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نبی نوع انسان کی ہدایت کے لیے جتنے انبیائے کرام مبعوث ہوئے وہ مخصوص قوم اور محدود مدت کے لیے تشریف لائے۔ مثلاً قوم ثمود کی طرف سیدنا صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ حضرت ہود کو قوم عاد کی طرف بھیجا اور اہل مدین کی طرف حضرت شعیب تشریف لائے اسی طرح بنی اسرائیل کی ہدایت

کے لیے یکے بعد دیگرے کئی انبیائے کرام مبعوث ہوئے۔

مذکورہ انبیائے کرام میں سے بعض پر کتب وصحائف نازل ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن میں سے کسی کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا، حکمت خداوندی سے وہ زمانے کے ساتھ ساتھ اپنی حیثیت کھو بیٹھے حتیٰ کہ اُن کی زبانیں بھی معدوم ہوگئیں، عالمی حالات وواقعات میں تدریجی وترقی کا عمل جاری رہا تو اقوام عالم کو ملی وحدت اور رشد وہدایت کے لیے مرکز ومحور کی ضرورت محسوس ہوئی تو رب العالمین نے سید الکونین ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ''اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔'' (الانبیاء:107)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ پر جو عالمی ضابطہ حیات نازل کیا اس کے بارے فرمایا: اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ''یہ تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت ہے۔'' (ص:87) اللہ تعالیٰ نے ملی وحدت کے لیے مرکز ہدایت مسجد حرام کے بارے واضح فرمادیا: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت وہدایت والا ہے۔'' (آل عمران:96)

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر وضاحت کردی کہ خاتم النبیین ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے مبعوث فرمایا۔ نبی ﷺ نے بھی اُمت کو خبردار کردیا کہ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔''

(جامع ترمذی:3686)

دوسرے مقام پر فرمایا: كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ. ''بنی اسرائیل کی حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوجاتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو اس کے بعد بھیج دیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور کثیر تعداد میں ہوں گے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ ان کے بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرواور پھر یکے بعد دیگرے کی۔'' (صحیح بخاری:3455)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث کرکے ہر قسم کی نبوت ورسالت کو ختم کردیا، خاتم کا دوسرا معنیٰ ''مہر'' بھی ہے۔ پہلے دور میں بادشاہ دوسری ریاستوں کے حکمرانوں کو یا اپنے گورنروں کو جو مراسلہ جاری کرتا تھا وہ آزاد کاغذ کے لفافہ یا چمڑے کی تھیلی میں رکھ کر سربمہر کردیا جاتا تھا تاکہ راستے میں کوئی اس میں ردّ وبدل نہ کرسکے، موجودہ دور میں بھی ڈاکخانے میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ رقم اور منی آرڈر فارم کو چمڑے کے بیگ میں رکھ کر سربمہر کیا جاتا ہے اور بعد ازاں اسے کپڑے کے تھیلے میں بند کرکے مہر لگائی جاتی ہے تاکہ راستے میں کوئی ہیرا پھیری نہ ہوسکے۔ الیکشن ریٹرننگ آفیسر اس قسم کی مہر الیکشن کے دن پریذائڈنگ آفیسر کو مہیا کرتے ہیں وہ ریزلٹ شیٹ تیار لفافہ میں بند کرنے کے بعد مہر لگاتے ہیں۔ ڈرگ انسپکٹر میڈیکل سٹور کو قانونی خلاف ورزی کی صورت میں دروازہ کے تالہ پر راکھ پگھلا کر مہر لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی دروازہ کھول کر اندر نہ جاسکے۔

خاتم کا معنیٰ مہر کریں تو اس کا مطلب اس طرح ہوا کہ اللہ نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرما کر نبیوں کی آمد کے سلسلہ پر مہر لگادی ہے، اب کوئی نیا نبی اس میں داخل نہیں ہوسکتا، جو بھی اب نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دجال ہے جو شخص اس پر ایمان لائے وہ کافر ہے اور جو اس سے نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ جاہل اور گمراہ ہوگا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد برصغیر پاک وہند میں مغلیہ خاندان کا اقتدار زوال پذیر ہوگیا لیکن انگریزوں کو ہندوستان بھر میں مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، وہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ مسلمانوں میں سے جذبہ جہاد کو کیسے ختم کیا جائے۔ چنانچہ اُن کے مذہبی وسیاسی تھنک ٹینک نے ہندوستان کا دورہ کرنے کے بعد تجزیاتی رپورٹ

میں لکھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھی پیروی کرتی ہے اگر ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو حواری نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو اُس شخص کی نبوت کو حکومتی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لیے کام میں لایا جاسکتا ہے۔

اُس وقت مرزا غلام احمد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں معمولی ملازم تھا، سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے نے مرزا سے رابطہ کیا اور خفیہ ملاقاتیں ہوتی رہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا استعفیٰ دے کر قادیان آ گیا (تفصیل کے لیے آغا شورش کاشمیری مرحوم کی کتاب تحریک ختم نبوت کا مطالعہ کریں) انگریزوں نے مرزا قادیانی کو مسلمانوں میں معروف کرنے کے لیے پادریوں سے بحث ومباحثہ اور مکالمہ کا ڈھونگ رچایا۔ مرزا نے پے بعد دیگرے مجتہد، مہدی، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بعد ازاں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو خاتم النبیین کی انوکھی تاویل کی ''وہ خاتم الانبیاء ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لیے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ اللہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں بلکہ ایک وہ ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص 28-27)

مرزا قادیانی خاتم سے مراد ڈاکخانہ کی وہ ''مہر'' ہوتا ہے جو عام خطوط پر لگائی جاتی ہے۔ قادیانی امت کہتی ہے کہ محمد کریم خاتم النبیین ہیں کہ وہ آئندہ نبیوں کی آمد کی تصدیق کے لیے مہر لگاتے ہیں۔ توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ بعثت نبوی سے مرزا کے کذب دعویٰ تک چودہ صدیاں بیت گئیں۔ اس دوران متعدد افراد نے شہرت وعزت میں اضافہ کی خاطر نبوت کا دعویٰ کیا اور امت مسلمہ نے ان کا ردّ کیا۔ تاریخ میں کہیں اُن کا ذکر ملے گا لیکن عوام الناس اُن کے نام سے واقف بھی نہیں ہوں گے۔ خود مرزا قادیانی نے بعثت نبوی سے اپنے دعویٰ کے درمیانی عرصہ چودہ سوسال میں کسی مدعی کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی اپنے بعد کسی کی نبوت کی آمد کے بارے پیشین گوئی کی ہے تو دکھاؤ؟ اگر ہوتی تو مرزا قادیانی کے بعد دس قادیانیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا کسی کی نبوت کو وہ بھی تسلیم کرتے لیکن مرزا کے جانشینوں نے سب کو جھٹلا دیا۔

پس ثابت ہوا کہ قادیانی امت نبی کریم ﷺ سے عصر حاضر تک اپنے مرزا کے علاوہ کسی کو نبی تسلیم نہیں کرتے لیکن قرآن کریم میں خاتم النبیین جمع کا صیغہ ہے، اگر خاتم کا معنی امتی نبیوں کی آمد کی تصدیق کرنے والی ''مہر'' مراد لیں تو تم نے یار محمد قادیانی، احمد نواز قابلی، چراغ دین جموی، عبداللطیف، غلام محمد قادیانی، عبداللہ تیاپوری صدیق دیندار، شیخ اسماعیل قادیانی لندن، محمد بخش قادیانی اور نبی بخش معراج قادیانیوں کے نبوت کے دعوؤں کو کس بنیاد پر جھٹلایا؟ مرزا کے بعد نبوت کے سلسلہ کو ردّ کر کے خلافت کا سلسلہ کیوں شروع کیا؟

قادیانیو! آؤ ذرا دیکھو کہ مرزا قادیانی نے خاتم کا لفظ کہاں اور کس موقع پر استعمال کیا ہے اور اس سے کیا مراد لی ہے؟ ''نیز یہ راز بھی کہ اخیر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے۔'' (براہین حصہ پنجم ص:207)

اس میں ''خاتم'' کے معنی چڑھتے سورج کی طرح عیاں ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل قوم کے آخری نبی تھے اگر ڈاک کے لفافوں پر لگنے والی ''مہر'' لیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مرزا تک بنی اسرائیل میں سے کون سا نبی آیا جس پر تم ایمان رکھتے ہو؟

مرزا قادیانی نے خاتم کا لفظ دوسری جگہ کچھ اس طرح تحریر کیا ہے: ''میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں اُن کے ہاں خاتم اولاد تھا۔'' (تریاق القلوب، ص:157)

ہم مذکورہ تحریر سے یہی گمان رکھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ مرزا اپنے والدین کا آخری بیٹا ہے اس کے بعد اُس کے والدین کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اسی طرح قرآنی آیت خاتم النبیین سے مراد حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ خاتم کے معنی

مہر لیں تو پھر مرزا کی تحریر کا معنی یہ ہوا کہ مرزا کی پیدائش کے بعد مرزا کے والدین کی افزائش نسل کے اسباب پر بڑھاپے نے مہر لگا دی لیکن مرزا قادیانی نے جس طرح خاتم سے مراد لیا ہے کہ خاتم کی مہر سے نبوت مل سکتی ہے۔

قادیانیو! اسی خاتم کے مفہوم کو مرزا کے خاتم اولاد ہونے پر چسپاں کرو، اس کا مفہوم کیا بنتا ہے کہ مرزا کے علاوہ اور کوئی نہیں جس کی مہر سے بہن بھائی پیدا ہو سکتے ہیں کیا یہ معنی درست ہیں؟ قطعاً نہیں۔

خدارا ذرا عقل سے کام لو جس طرح خاتم عیسیٰؑ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں اور خود مرزا اپنے والدین کا آخری بیٹا ہے، اسی طرح سارے جہانوں کی رحمت وہدایت کے لیے محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ قادیانیوں نے کتابچہ آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک میں اعتراض کیا ہے کہ مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آیت خاتم کی رو سے اب کبھی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ شریعت والا نہ ہی غیر شریعت والا اور دوسری طرف یہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی وقت امت محمدیہ میں بحیثیت نبی نازل ہوں گے۔"

ہم مسلمان برملا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو مبعوث فرمایا۔ قوم یہود کی سازش سے بادشاہ نے جن کو پھانسی پر چڑھانا چاہا تو اللہ قدیر نے اُن کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ نبوت ورسالت کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں اُن کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اُن کے دوبارہ آنے میں یہ بھی ایک حکمت ہے کہ وہ عالم ارواح میں کیے گئے میثاق النبیین کی عملی تصدیق کریں گے۔ انبیائے کرامؑ کی جماعت کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی تائید ونصرت کریں گے، اس لیے اُن کا دوبارہ آنا عقیدہ خاتم النبیین کے منافی نہیں۔

ممکن ہے کہ یہاں قادیانی اپنے چیلوں کو مطمئن کریں کہ مرزا ہی مسیح موعود ہے۔ یاد رکھو! کہ حضرت عیسیٰ سیدہ مریم کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور ان کا قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر نزول ہوگا اس کے برعکس مرزا قادیانی 1835ء میں پیدا ہوا، والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ اس کی ماں کے پیٹ کو آسمان سے تشبیہ دینا قطعاً نامناسب ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام دجال کو قتل کریں گے جبکہ مرزا نے دجال کے چیلوں کے خلاف لڑنا حرام قرار دیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی ﷺ سے براہ راست فیض حاصل کیا، وہ آپ کے حکم پر تن من دھن کی قربانی پیش کرتے رہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کو اپنی رحمت ومغفرت کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ اگر آپ کے فیض اور اتباع سے نبوت مل سکتی تو خلفائے راشدین یا بدری صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو ضرور ملتی۔ رحمت کائنات ﷺ کی زندگی بھر جدوجہد رہی کہ میری امت فتنہ وفساد سے بچی رہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جمل وصفین میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اگر آپ کی مہر سے نبوت مل سکتی تو نازک موقع پر کسی صحابی کو ضرور مل جاتی۔ خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے تو آپ نے پہلے تمام انبیائے کرامؑ کی نبوت پر تصدیق کی مہر ثبت کی ورنہ ہمیں کیا خبر تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو خاتم النبیین کے اعزاز سے نوازا کہ آئندہ کے لیے ظلی بروزی امتی نبوت کا دروازہ سربمہر کر دیا۔ جس طرح حکومتی مہر کو توڑ کر ہیرا پھیری کرنے والا قومی مجرم تصور کیا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کے دروازہ پر لگنے والی مہر کو توڑ کر اندر گھسنے والا ربّ کے حکم کا باغی ہے اس کو ماننے والے بھی مرتد ہیں۔ اللہ کریم اُن کو ختم نبوت کا مفہوم سمجھنے کی توفیق دے۔

بحیثیت مسلمان عقیدہ ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ ایمانیات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلق نبی کریم ﷺ کا حکم سن کر دل وجان سے تسلیم کیا جائے۔ یہ قطعاً نہ کہا جائے کہ ہمارے بزرگوں نے یوں کہا ہے، یا ہمارے آباء واجداد اس طرح کرتے رہے ہیں اس قسم کے حیلے تراشنا بھی عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہیں۔

□□□

صرف اللہ ذوالجلال کو ہی پکارا جائے

میاں محمد جمیل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کو بار بار حکم دیا ہے کہ وہ صرف ایک ''اللہ'' کو پکارے اور اسی کی عبادت کرے لیکن بدقسمتی کی انتہاء ہے کہ ہر دور میں کروڑوں انسان بلکہ کلمہ پڑھنے والے بے شمار مسلمان بھی صرف ایک ''اللہ'' کو پکارنے اور خالص اس کے حضور جھکنے کی بجائے زندہ مدفون بزرگوں اور مزارات سے مانگتے اور ان کے سامنے رکوع و سجود کرتے ہیں ایسے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی عبادت وریاضت سے خوش ہو کر انھیں اپنی خدائی میں سے کچھ اختیارات دے رکھے ہیں۔ یہ ہماری فریادیں ''اللہ'' کے حضور پیش کرتے اور اس سے منواتے ہیں کچھ لوگ تو یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ فوت شدہ بزرگ ہمارے احوال کو دیکھتے ہیں اور براہ راست ہماری مدد کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فوت شدگان نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی یا کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔ (مریم: ۴۲) وہ مُردہ ہیں اور مُردے نہیں سنتے جب سنتے ہی نہیں تو مدد کس طرح کر سکتے ہیں؟ وہ مردہ ہیں اس لیے کسی کی نہیں سنتے لہٰذا صرف اس الٰہ کو پکارنا اسی کے حضور جھکنا اور اسی سے مدد مانگنی چاہیے جو ہمیشہ زندہ اور قائم ودائم رہنے والا ہے اس لیے قائم ودائم رہنے والے سے ہی مدد مانگنی چاہیے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ: 255) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ''اللہ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں'' اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ''وہ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے'' لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ''نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند'' لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ''زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے۔''

اہل علم نے لفظ اِلٰہ کے جتنے مصادر بیان کیے ہیں ہر مصدر (روٹ) کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور الوہیت کا کامل تصور پیش کرتا ہے۔ لفظ الٰہ کے معانی ہیں: (1) اونچی شان والا (2) کائنات کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا (3) سب کی ضرورتیں پوری کرنے والا (4) جس سے مصیبت کے وقت پناہ طلب کی جائے (5) جس سے سب سے زیادہ محبت کی جائے (6) وہ معبودِ برحق ہے اس لیے وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے (7) ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہر چیز کو حیات بخشنے والا (8) ہر دم اور ہر لحاظ سے قائم رہنے والا اور جب تک چاہتا ہے ہر چیز کو قائم رکھتا ہے۔

ارشاد عالی ہے: الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ''اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں'' (آل عمران: 2) الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ''وہ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔'' حروفِ مقطعات کے بعد اس سورۃ کی ابتدا توحید باری تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ اس آیت میں جلالت و جبروت کے لہجے میں توحید کے دو ایسے اوصاف بیان کیے گئے ہیں جو کسی فرشتے، نبی اور ولی یہاں تک کہ کائنات میں کسی زندہ یا مردہ چیز میں نہیں پائے جاتے۔

(1) اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے وہ کائنات کو جس طرح اور جس وقت تک چاہے گا قائم رکھے گا ان اوصاف میں اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں (2) جب کائنات میں کوئی ہستی اس جیسی اور ہمیشہ زندہ رہنے والی نہیں تو سب کا وہی معبود و مسجود ہونا چاہیے اور ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ (الرحمٰن: 27-26) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ''جو زمین پر ہے وہ فنا ہونے والا ہے'' وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اور صرف تیرے رب کی جلیل اور کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔''

ارشاد الٰہی ہے: وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (القصص: 88) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ''اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو'' لَآ اِلٰهَ ''اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ''اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔'' لَهُ الْحُكْمُ ''حکمرانی اسی کی ہے۔'' وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ''اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جانے والے ہو۔''

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (الحدید: ۳) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ''وہی اول اور وہی آخر ہے۔'' وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ''ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی'' وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ''اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ اس وقت موجود تھا جب کچھ نہیں تھا اور اس وقت بھی موجود ہوگا جب کچھ نہیں ہوگا، وہ اپنی قدرتوں اور نعمتوں کے حوالے سے ہر جگہ ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی۔ وہ ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور وہی ہر چیز کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں کلی علم رکھتا ہے اور وہ موت و حیات پر اختیار رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی موت و حیات کا مالک ہے۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (الحدید: ۲) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''وہی زمین و آسمانوں کی سلطنت کا حقیقی اور دائمی مالک ہے۔'' يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ''وہی زندگی اور موت کا مالک ہے'' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور ہر چیز پر اختیار رکھنے والا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر چیز زبانِ حال اور قال کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ ہر چیز کا حقیقی اور دائمی مالک صرف ''اللہ'' ہے اور ''اللہ'' ہی ہر چیز کی بقاء اور فنا پر اختیار رکھنے والا ہے جب تک چاہتا ہے ہر چیز کو زندگی عطا کرتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (الانعام: 95) اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ''بیشک اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے'' يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ ''وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا'' وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ''اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے'' ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ''یہی اللہ ہے پھر تم کہاں بہکائے جاتے ہو؟''

زندگی بذاتِ خود اور اس کی حرکت قدرت کا ایک معجزہ ہے جسے تخلیق کرنا ایک طرف اس کے بھید کو بھی کوئی نہیں پا سکتا۔ ہر لمحہ زمین سے دانوں سے پھوٹ پھوٹ کرتناور اور پھلنے پھولنے والے درخت نکلتے ہیں۔ ساکن اور سوکھی گٹھلیوں سے بلند کھجوریں پھوٹتی ہیں جو زندگی دانے اور گٹھلی میں پوشیدہ ہے وہ پودے اور کھجور میں آ کر ظاہر اور متحرک ہو جاتی ہے۔

زندگی یہ بھید ایک سربستہ راز ہے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ زندگی کی حقیقت اور اس کا مرکز صرف خالقِ حقیقی کو معلوم ہے۔ پہلے کی طرح آج بھی انسان ان چیزوں کے خصائص و اطوار کا مشاہدہ تو کر سکتا ہے مگر ترقی کرنے اور اعلیٰ تعلیم پانے کے باوجود زندگی کے اسرار سے پردہ نہیں اٹھا سکتا۔ انسان اپنی اور ہر چیز کی نشوونما دیکھتا ہے مگر اس کے مرکز اور جوہر کا علم نہیں رکھتا ہے لیکن زندگی اپنی ڈگر (Track) پر رواں دواں ہے

مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکل رہا ہے ہر لحظہ ذرات زندوں کے اجسام و اعضاء کا حصہ بن رہے ہیں اور زندہ خلیوں میں تبدیل ہو رہے ہیں پھر ہر لمحہ زندہ خلیے مردہ ذرات میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک دن زندہ جسم مردہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا اس پر کوئی قادر نہیں وہی موت سے زندگی نکالتا ہے اور زندگی کو موت کے ذریعے ختم کر دیتا ہے، یہ ایک ایسا سرکلر (Circle) ہے جس کی ابتداء و انتہا کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اس میں کسی کا ذرہ برابر عمل دخل نہیں ہے۔ سب کچھ اُسی قادر و علیم کی قدرت اور علم سے ہو رہا ہے اسی لیے اس کا فرمان ہے یہ تمھارا ''اللہ'' ہے پھر تم اِدھر اُدھر کی ٹھوکریں کیوں کھا رہے ہو۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ (الملک: 2-1) تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ

الْمُلْكُ ''وہ ذات بڑی بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں کائنات کی بادشاہی ہے''وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ''اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ ''اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے'' لِيَبْلُوَكُمْ ''تاکہ تمھیں آزمائے۔''أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ''تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔''وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ''اور وہ زبردست، معاف فرمانے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نہ صرف خود زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے بلکہ جب تک چاہتا ہے کسی چیز کو زندہ اور باقی رکھتا ہے صرف زندہ نہیں رکھتا وہ تو زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ پیدا کرنے والا ہے جس کی چھوٹی سی مثال انڈہ ہے وہ بظاہر مردہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے زندہ بچہ پیدا کرتا ہے اور قیامت کے دن مُردہ زمین سے مُردہ انسان کو زندہ کر کے اٹھائے گا اور اپنے سامنے پیش کرے گا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ. (الروم: 19)

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ ''وہ زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے۔''وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ''اور مُردے کو زندہ سے نکالتا ہے''وَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ''اور زمین کو اس کی مُردگی کے بعد حیات بخشتا ہے۔'' وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ''اسی طرح تم بھی نکال لیے جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ ہی زندہ سے مُردہ اور مُردہ سے زندہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک واضح ثبوت یہ دھرتی ہے جس کا انسان پوری زندگی مشاہدہ کرتا اور اس پر بسیرہ کرتا ہے بالخصوص صحرا میں رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ جب بارش نہ ہو تو وہاں کے بسنے والے لوگ اس قدر مایوس ہو جاتے ہیں کہ انھیں گھر بار چھوڑنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔

جونہی بارشیں ہوتی ہیں تو وہی صحرا اس قدر شاداب ہو جاتا ہے کہ اس کا سہانا اور دلکش منظر دیکھنے کے لیے لوگ دور دور کے شہروں سے آکر کئی روز وہاں تفریح کے طور پر قیام کرتے ہیں جس طرح زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردہ زمین سے مردہ انسانوں کو زندہ کر کے نکال دے گا اور اسی نے مُردہ زمین سے آدم کو پیدا کیا اور اس کے بعد نسل در نسل تخلیق انسانی کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسان کی خوراک رہنا سہنا اور مرنا جینا بھی مٹی کے ساتھ وابستہ ہے۔

انسان اپنی پیدائش پر غور کرے تو اسے ہی علم نہیں بلکہ یقین ہو جائے گا کہ اس کی اپنی پیدائش بھی مردہ سے ہوئی ہے انسان اوّل یعنی آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے جو آدم کی پیدائش کے وقت بھی بے حس و حرکت یعنی مردہ تھی اور آج بھی حس و حرکت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے انسان کو پیدا فرمایا اور اسی مُردہ زمین سے مُردوں کو پیدا کرے گا اس حقیقت کا مشرک بھی اعتراف کرتے ہیں

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْأَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۔(یونس: 31)قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ ''فرما دیں کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟''أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْأَبْصَارَ ''کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟''وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا؟وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ''اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟''وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ ''اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟''فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ'' وہ فوراً کہیں گے''اللہ'' ہی ایسا کرتا ہے۔'فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ''تو فرما دیں پھر اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟''

توحید انسانی فطرت کی آواز ہے اس لیے انسان کو اس کا اقرار کیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور کا مشرک توحید کے دلائل کے سامنے خاموش ہو جاتا ہے۔ یہی حالت مکہ کے مشرکین کی تھی جب ان سے اللہ تعالیٰ کے خالق، مالک، رازق اور قادر مطلق ہونے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ برملا اس بات کا اقرار اور اظہار کرتے تھے یہاں ان کے اقرار کا ذکر کیا گیا ہے لیکن مشرکین کا یہ اقرار لاجواب ہونے کی صورت میں ہے۔ ایمان لانے کی نیت سے نہیں کیونکہ مشرک حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا منکر ہوتا ہے اس لیے مشرک کو کافر بھی کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندہ رہے گا اس لیے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے، رزق عطا کرنے والا بھی وہی ہے اس کے سوا کوئی رازق نہیں اس لیے صرف اُسی سے ہی مانگنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المؤمن:66-65) هُوَ الْحَيُّ ''اللہ'' ہی ہمیشہ زندہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا کوئی معبود نہیں فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ''اُسی کو پکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے'' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ''تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں''

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ''اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے فرما دیں جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے اُن کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے۔'' لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ''میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح دلائل آ چکے ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے آگے سر تسلیم خم کروں۔''

اے نبی ﷺ! آپ فرما دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کی ہرگز عبادت نہ کروں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ اس لیے کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے ٹھوس دلائل آ چکے ہیں کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنا، اسی بنا پر مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کائنات کے رب کی بندگی کرتا رہوں۔ اس میں دعا کو عبادت قرار دیا گیا ہے کیونکہ اَعْبُدُ اور تَدْعُوْنَ کے الفاظ کا پہلا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مانگنا جائز نہیں کیونکہ ایک اللہ ہی پوری کائنات کا رب ہے اس کے سوا کسی سے مانگنے اور اس کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے، بے شک یہ بات کفار اور مشرکین کے لیے کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو

(جاری ہے)

خطبہ جمعۃ المبارک

جماعت اہلحدیث ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام 20 فروری کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد مبارک اہلحدیث مین بازار یٰسین آباد وارث پورہ میں روپڑی خاندان کے چشم و چراغ خطیب نکتہ دان، ولی کامل، حضرت مولانا

حافظ عبدالوحید روپڑی

سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان

ارشاد فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ) اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس ایمان افروز خطبہ جمعہ میں بھرپور شرکت فرمائیں

(منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث ضلع فیصل آباد 0322-7212817)

کچھ یادیں کچھ باتیں

حافظ عبدالاعلیٰ درانی۔ خطیب بریڈفورڈ برطانیہ

سب سے پہلے محترم حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کی خدمت میں سلام پیش خدمت ہے۔ ماشاء اللہ تنظیم اہلحدیث باقاعدگی سے انٹرنیٹ پر بروقت دستیاب ہونے کی وجہ سے پڑھنے کا موقع ملتا ہے تنظیم اہلحدیث سے تو میرا تعلق خاطر شعور کے ابتدائی دور ہی سے تھا جب میں قرآن حفظ کر رہا تھا۔ اس کی وجہ آگے چل کر ذکر کروں گا۔ میں نے جامع مسجد قدس چوک دالگراں خط لکھا کہ میرے نام تنظیم اہلحدیث سال بھر تک کے لیے لگا دیا جائے اور خط کے آخر میں اپنے نام کے ساتھ احقر العباد لکھا تو لیبل پر سارے الفاظ و القاب چھپ گئے اور سال بھر اسی نام سے رسالہ ملتا رہا۔ جماعتی پرچوں میں سب سے پہلے جس رسالے سے شناسائی ہوئی وہ پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی تھا۔ جس میں امام غرباء اہلحدیث حضرت مولانا عبدالستار دہلوی رحمہ اللہ کی تفسیر شائع ہوا کرتی تھی۔ مولانا کرم الجلیلی کے اداریے اور کالم بڑے ہی دلچسپ اور معلوماتی ہوا کرتے تھے۔ اس میں چھپنے والی نظمیں تک یاد کر لیا کرتا تھا۔ پھر کچھ شمارے ہفت روزہ توحید لاہور کے بھی ذہن پر نقش ہو گئے جو مرشد ربانی حضرت پروفیسر سید ابوبکر غزنوی کی زیر ادارت نکلا کرتا تھا۔ تنظیم اہلحدیث سے وابستگی کا کارن روپڑی اور کمیرپوری خاندان سے میرا آبائی رشتہ عقیدت و احترام ہے۔ ہمارے محلے منصور آباد (فیصل آباد) میں جس مسلکی خاندان سے آشنائی ہوئی وہ حافظوں کا یہی خاندان تھا۔ یہ ساری باتیں میں نے اپنی یادداشتوں میں لکھی ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی نئی ترتیب کے ساتھ بھیجتا رہوں گا۔

شمارہ نمبر 12 میں حضرت مولانا عبدالقادر عارف حصاروی نور اللہ مرقدہ کے حالات پروفیسر میاں عبدالمجید صاحب کے قلم سے پڑھے۔ اور کئی نئی باتیں سامنے آئیں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا عزیز زبیدی قدس سرہ (واربرٹن) ایک جید عالم اور صاحب قلم تھے۔ ''درود میں سیدنا کا اضافہ'' کے موضوع پر حضرت العلام مولانا عبدالقادر حصارویؒ کے ساتھ تحریری جواب الجواب ہفت روزہ اہلحدیث کی کئی قسطوں میں شائع ہوا بلکہ کئی سال تک یہ بحث چلتی رہی تھی۔ بظاہر تو ایک غیر مفید بحث نظر آتی تھی لیکن دونوں طرف جید علماء جو علم و قلم کے بڑے ماہر تھے۔

بعض دفعہ ضمناً ایسے ایسے نکات منکشف کر جاتے جو ہم جیسے طالب علموں کے لیے متاع بے بہا کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود میں نے حضرت زبیدیؒ سے بارہا درخواست کی کہ اس سلسلہ کو بند کر دیا جائے لیکن وہ علمی نکات جو ضمناً آپ بیان فرما جاتے ہیں کسی اور عنوان سے شائع کروا دیں تو انہوں نے بڑا حکیمانہ جواب دیا کہ موتی کھنگالنے ہی سے ملتے ہیں سطح آب سے نہیں یعنی بحر تحقیق میں غواصی کی جائے گی تو ہی علم و حکمت کے نئے موتی ہاتھ لگیں گے۔ بالآخر یہ بحث ختم ہوگئی۔ اسی طرح مولانا عارف حصاروی کے قلم سے بھینس کی قربانی کا مسئلہ بھی کافی دیر تک زیر تحقیق رہا۔ چونکہ حضرت زبیدی صاحب کے ساتھ میرا تعلق خاطر بہت زیادہ تھا۔

ان سے پہلی دفعہ ملاقات کا سبب یوں بنا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا پیغام ان تک پہنچانے واربرٹن سکول گیا تھا اور اس کے بعد تو یہ سلسلہ چلتا ہی رہا حتی کہ وہ لاہور میں نیا کرول شفٹ ہوگئے۔ ان سے آخری ملاقات جناب بشیر انصاری مدیر ہفت روزہ اہل حدیث کے ہمراہ ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ علامہ زبیدی کے برعکس حضرت مولانا عبدالقادر حصاروی رحمہ اللہ تک رسائی نہ ہو سکی، چونکہ مولانا عارف حصاروی رحمہ اللہ عارف والا رہا کرتے تھے۔ جہاں برطانیہ آنے سے چند ماہ پہلے جناب بشیر انصاری کے ہمراہ حافظ محمد ابراہیم بزاز مرحوم کی دعوت پر کانفرنس میں شرکت کے لیے جانے کا موقع ملا تھا۔ وہیں خطیب اسلام حضرت قاری عبدالوکیل خانپوری رحمہ اللہ سے ملاقات بھی ہوئی جن کا خطاب میری بے مغز تقریر کی طوالت کی وجہ سے رہ گیا تھا۔

(بقیہ: ص10)

ہم ترقی کیوں نہیں کررہے؟

طاہر علی صارم

کسی بھی قوم کو اوج ثریا تک پہنچانے میں جو چیز کلیدی کردار ادا کرتی ہے وہ قانون کی حکمرانی ہے، آج جتنی بھی ترقی یافتہ اقوام ہیں اگر اُن کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو یقیناً یہی راز کارفرما نظر آتا ہے۔

چند دنوں پہلے یہ خبر اخبارات کی زینت بنی کہ جان کیری کو ایک عام شہری اس وجہ سے عدالت میں لے گیا کہ اس نے اپنے گھر کے سامنے سے برف صاف نہیں کی تھی جس کی وجہ سے اسے گلی سے گزرنے میں دقت محسوس ہوئی لہٰذا اس جرم کی پاداش میں کمرہ عدالت نے جان کیری پر جرمانہ عائد کیا۔

ایک عام آدمی برطانوی وزیر کو صرف اس وجہ سے عدالت میں لے گیا کہ اس نے اسکے پاس سے تیز رفتار سے گاڑی کیوں گزاری؟ جس کی وجہ سے وہ ڈر گیا، اسی طرح سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو صرف اس وجہ سے کمرۂ عدالت میں حاضر ہونا پڑا کہ اس کے بیٹے نے شراب پی کر ڈرائیونگ کیوں کی؟ یہ تھی اس معاشرے کی ایک جھلک کہ جس کی وجہ سے وہ آج ہم سے ترقی کی دوڑ میں آگے ہے۔ میں یہاں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ تمام اصول وضوابط ہم ہی سے مستعار لیے ہیں ان تمام چیزوں کی ہمیں پیغمبر اسلام ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں بڑے واضح انداز میں جھلک نظر آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو مجمع عام کے سامنے احتساب کے لیے پیش کیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ سے کس انداز سے ایک آدمی نے مسجد میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ آپ نے جو سوٹ پہنا ہوا ہے یہ کہاں سے آیا اور کیسے بنا؟ اسی طرح عمرو بن عاص ؓ کے بیٹے نے ایک غریب کے بیٹے کو تھپڑ رسید کیا، یہ معاملہ جب قاضی کے پاس پہنچا تو بدلے میں اس کے بیٹے کو بھی تھپڑ رسید کیا گیا اور یہ تمام واقعات ایک کھلی حقیقت ہیں۔

اگر ایک لمحے کے لیے ان تمام واقعات کا مندرجہ بالا واقعات سے موازنہ کریں تو ہمیں اس بات کا ادراک ہوگا کہ وہ تمام اصول جو آج مغربی دنیا نے اپنائے ہیں یقیناً وہ پیغمبر اسلام کی زندگی سے ہی مستعار لیے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اگر آج مغربی دنیا اسلامی اصولوں کو اپنا کر ترقی کے زینے چڑھ سکتی ہے تو ہم ان اصولوں پر کاربند ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن کیوں نہیں ہو سکتے؟

لیکن اگر ہم ایک لمحے کے لیے اپنے معاشرے کا سرسری سا جائزہ لیں تو ہمیں ہمارا معاشرہ برائیوں کی دلدل میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے، دنیا جہاں کی برائیوں نے ہمارے معاشرے کو اپنا مسکن بنا لیا ہے۔ جھوٹ، منافقت، عدم برداشت، سفارش اور دھوکہ بازی الغرض ہر طرح کی سماجی برائیاں ہمارے اندر موجود ہیں جن سے ہم چھٹکارا پانے کے لیے تیار نہیں

آپ ایک ایک فیلڈ کو کھنگال کر دیکھ لیں، آپ ہر فیلڈ سے مایوس ہو کر نکلیں گے۔ آج ہمیں کہیں بھی حوصلہ اور امید کی ذرا سی بھی رمق نظر نہیں آتی۔ آپ ایک ڈاکٹر کو ہی لیں وہ مریضوں کی جانوں سے کھیلتا ہوا نظر آتا ہے، اپنے مقررہ ٹائم سے لیٹ آتا ہے تاکہ اس کے کلینک کے باہر مریضوں کی ایک لمبی قطار لگی نظر آئے اور لوگ کہیں کہ یہ تو بڑے کمال کا ڈاکٹر ہے۔ اگر ایک استاد کی بات کریں تو وہ بھی اپنے فرائض سے خیانت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، سیاست دانوں کا عوام کو دھوکہ دینا سب پہ عیاں ہے۔

آج ہمارا عدالتی نظام خامیوں سے بھرا ہوا ہے، ایک کیس کو لڑتے ہوئے سالہا سال گزر جاتے ہیں جب اس کا فیصلہ ہوتا ہے تو قاتل کی سزائے موت صدر کو معاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خلافت راشدہ کی طرز پر معاشرہ ترتیب دیں تاکہ رحمت خداوندی ہم پر مہربان ہو اور ہم پھر سے دنیا میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو جائیں۔

خادم حرمین شریفین کا عمل اوبامہ کا استقبال

قاری تاج محمد شاکر

اللہ قبول کر لے تمھارا یہ عمل صالح	تم نے ایمان و یقین کے دیے جلا دیے ہیں
عین ملاقات میں وقت نماز ہو گیا	مسجد میں جا کے سب نے سر جھکا دیے ہیں
سلمان ہو مبارک مسجد میں تیرا جانا	دنیا کفر کے تو نے چھکے چھڑا دیے ہیں
رہے دیکھتے اوبامہ ان کو کیا ہو گیا ہے	میرے سہاتے خواب سب مٹی ملا دیے ہیں
عقیدہ توحید و سنت ورثہ ہے یہ ہمارا	ہمیں دیکھ کر سمندر نے بھی رستے بنا دیے ہیں
برتر و اعلیٰ بخشا اللہ نے مقام تم کو	اللہ تمھارے اے عرب مقدر جگا دیے ہیں
امت مسلمہ کی قیادت تمھیں ملی ہے	تبلیغ دین کو تم نے چار چاند لگا دیے ہیں
دشمن کی ہیجوں سے تم کو نہیں ہے پرواہ	اعداء تمھارے رب نے ٹھکانے لگا دیے ہیں
گردنیں ان کی اک دن انشاء اللہ خم ہوں گی	قرآن نے یہ سارے قصے سنا دیے ہیں
مکہ بھی ہے پیارا مدینہ بھی دلارا	نہ دجال آ سکے گا یاں بورڈ لگا دیے ہیں
اللہ کی مہربان توحید کا عقیدہ	شرک و بدعت کے سارے برج گرا دیے ہیں
ہر وقت اپنے رب کا شکر ادا کرو تم	تاج اشارے میں تمھیں گر بتا دیے ہیں

بقیہ درس حدیث

اس پرفتن دور میں اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو بہت سے جرائم کا سبب حصول مال یعنی لالچ ہے، اسی چیز کی حرص انسان کو ایسی تاریکیوں میں لے جاتی ہے کہ وہ اپنے معززترین رشتوں کو بھی پاؤں تلے روندتا ہوا نظر آتا ہے، شریعت مطہرہ نے مال اور اولاد کو اسی لیے انسان کے لیے ایک آزمائش قرار دیتے ہوئے تقدیر الٰہی پر راضی رہنے اور اس پر قناعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب انسان اللہ کی تقسیم پر راضی ہو اور اس کے دیے پر قناعت کرے تو وہ مختلف جرائم سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بن جاتا ہے۔ وہ کبھی اخلاقی اقدار کو پامال نہیں کرتا بلکہ دنیا کا مال اس کے نزدیک ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے دنیا میں دولت اکٹھے کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ میری تخلیق کا مقصد ایک اللہ کی عبادت اور اس کی رضا و خوشنودی ہے۔ جس انسان کے ذہن میں یہ سوچ کارفرما ہو جائے تو وہ ہر ایسا کام کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے اسے اپنا اصل مقصد (رضائے الٰہی) حاصل ہو۔ یقیناً جس معاشرے میں انسانوں کی یہ سوچ ہو تو اس معاشرے میں جرائم جنم نہیں لیتے بلکہ وہ خود بخود ختم ہوتے چلے جاتے ہیں، اسی لیے اسلام نے ہمیشہ انسانوں کو ایسی شفاف سوچ اپنانے اور جرائم سے پاک معاشرے کے قیام کا حکم دیا ہے۔

جماعتی خبریں

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں مولانا احمد یار پیر حیات کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک وصالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور توحید پرست خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ پروفیسر عبیدالرحمن محسن حفظہ اللہ نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مولانا عنایت اللہ امین، مولانا محمد شفیع انور و دیگر علمائے کرام اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(دعا گو: عبدالرحمن ڈاہروی 0306-4749642)

دعائے صحت

مولانا عنایت اللہ امین مدرس جامعہ کمالیہ راجووال اور مولانا عبدالرحمن ڈاہروی کے والد محترم کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحتیاب فرمائے۔ آمین

(دعا گو: قاری عبدالمنان بیر کھائی قصور)

55ویں سالانہ کانفرنس

حسب سابق دارالحدیث اوکاڑا کی 55ویں سالانہ تقسیم اسناد کانفرنس مورخہ 14 مارچ بعد از نماز عشاء منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں جید علماء کرام خطابات فرمائیں گے۔ تفصیلی اشتہار جلد شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ

(منجانب: عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث اوکاڑا

(0312-4403173

ضرورت امام وخطیب

گاؤں چندر کے منگولے میں امام وخطیب کی ضرورت ہے، خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

(رابطہ: احسان اللہ 0345-1017073)

دعائے مغفرت

شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حماد کی پوتی اور پروفیسر محمد حماد کی بیٹی گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون تمام قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(دعا گو: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913)

دعائے مغفرت

مولانا عبدالرحمن چیمہ کی اہلیہ 12 جنوری 2015ء کو انتقال کر گئی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ خوش اخلاق، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا محمد رفیق اثری نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں شیوخ، علماء اور احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

(شریک غم: اساتذہ وطلباء دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالا ضلع ملتان)

بقیہ: دارالاستفاء

صورت مسئولہ میں عمر فاروقؓ کو داماد علی المرتضیٰؓ ہونے کا شرف حاصل ہے کیونکہ آپ کے عقد نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور سیدہ فاطمہؓ کے بطن سے پیدا ہونے والی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ اُم کلثوم بنت علیؓ تھیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ سیدہ اُم کلثوم اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اور تین بیٹے طاہر جسے عبداللہ بھی کہا جاتا ہے اور قاسم خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن سے تھے اور ایک بیٹا ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھا اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰؓ کے چودہ بیٹے تھے انھوں نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین میں باہمی محبت والفت تھی اور وہ ایک دوسرے پر اعتماد کرتے تھے ان کے مابین باہمی رشتے داریاں بھی تھیں جیسا کہ سیدنا علیؓ نے اپنی پیاری بیٹی اُم کلثومؓ کو عمر فاروقؓ کی زوجیت میں دیا اور اسی لیے اپنے بیٹوں کے نام خلفائے راشدین کے ناموں پر رکھے۔ فقط

WEEKLY

TANZEEM AHL-E-HADITH

CPL-104

LAHORE